بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم
ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ
THE WEEKLY BADR. QADIAN.
ہفت روزہ بدر قادیان
جلد ۱۳
شمارہ ۱۲
ایڈیٹر
محمد حفیظ بقاپوری
نائب
فیض احمد گجراتی
شرح چندہ
سالانہ ۔/۷ روپے
ششماہی ۔/۴ ”
غیرممالک ۔/۱۵ ”
فی پرچہ ۱۵ نئے پیسے
۱۹؍امان ۱۳۴۳ھش | ۴؍ذیقعدہ ۱۳۸۳ھ | ۱۹؍مارچ ۱۹۶۴ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۱۷؍مارچ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ ۱۴؍مارچ بوقت ۹ بجے صبح کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ

کل دن بھر حضور کی طبیعت نسبتاً اچھی رہی البتہ شام کے وقت کچھ بے چینی کی تکلیف ہو گئی جو رات گئے تک رہی پھر خدا تعالیٰ کے فضل سے نیند آ گئی۔ اب طبیعت نسبتاً بہتر ہے۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعا کرتے رہیں کہ مولا کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

قادیان ۱۷؍مارچ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع محترمہ بیگم صاحبہ و چھوٹی صاحبزادی کے امرتسر میں قیام فرما ہیں محترمہ بیگم صاحبہ کو زکام کی وجہ سے ناک کی بندش کی تکلیف چلی جا رہی ہے تاہم پہلے سے قدرے آرام ہے۔ محترم صاحبزادہ صاحب کی اپنی طبیعت بھی نسبتاً اچھی ہے احباب دعا جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ محترمہ موصوفہ کی تکلیف کو اپنے فضل سے جلد دور فرمائے اور ہر طرح کی خوشیاں دکھائے۔ دونوں بڑی صاحبزادیاں قادیان میں بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔

قادیان۔ محترم مولانا عبدالرحمن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان امسال حج بیت اللہ کیلئے تشریف لے جا رہے ہیں حسب پروگرام آپ ۲۴؍مارچ کو قادیان سے بمبئی کیلئے روانہ ہونگے وہاں سے بذریعہ ہوائی جہاز بمعیت جناب سیٹھ معین الدین صاحب فاضل سکندرآباد مکہ معظمہ کو جائیں گے انشاء اللہ۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس سفر و حضر میں محترم موصوف کا ہر طرح حافظ و ناصر ہو اور اس سفر کی برکات وافر حصہ عطا فرمائے۔ اور بخیریت دارالامان واپس لائے۔ آمین۔

یوم مصلح موعود کی مبارک تقریب پر

قادیان میں ایک ایمان افروز کامیاب جلسہ منعقد ہوا

عظیم الشان نشان آسمانی پر روح پرور تقاریر۔ پچاس سالہ دور خلافت کے سنہری زمانوں کا تذکرہ

قادیان ۱۵؍مارچ۔ آج جبکہ خلافت ثانیہ کے مبارک زمانہ پر پچاس سال پورے ہو چکے ہیں۔ مقامی طور پر قادیان میں حسب پروگرام یوم مصلح موعود کا جلسہ زیر صدارت محترم مولانا عبدالرحمن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان مسجد اقصیٰ میں منعقد ہوا۔ جلسہ کی کارروائی کا آغاز ساڑھے نو بجے صبح تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ جو مکرم حافظ الدین صاحب نے فرمائی۔ اس کے بعد عزیز محمد انعام غوری متعلم مدرسہ احمدیہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظم محمود کی آمین میں سے چند اشعار پڑھ کر سنائے اس کے بعد صاحب صدر نے

جلسہ کی غرض و غایت

بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق جب نام کے مسلمان رہ گئے۔ اور حقیقت اسلام ان سے مفقود ہو گئی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ آپ نے اسلام کی صداقت کے متعلق نشان نمائی کے اشتہار دیئے۔ تو قادیان کے غیر مسلموں نے آپ سے نشان کا مطالبہ کیا۔ جس پر حضور علیہ السلام نے ہوشیارپور میں چالیس روز کی چلہ کشی میں اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں فرمائیں۔ جن کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو مصلح موعود کا نشان عطا فرمایا۔ جس کے متعلق آج کا جلسہ کیا جا رہا ہے۔

پیشگوئی مصلح موعود کا پس منظر

سب سے پہلے مولوی محمد صادق صاحب ناقد نے پیشگوئی کا پس منظر بیان کرتے ہوئے بتایا کہ جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میں اس وقت سے نبی ہوں جبکہ آدم ابھی مٹی اور پانی میں تھا۔ اسی طرح مصلح موعود کے متعلق زمانہ قدیم سے ہی پیشگوئی چلی آتی تھی۔ اسی ضمن میں آپ نے طالمود سے مصلح موعود کا مقام انبیاء بنی اسرائیل کی پیشگوئی۔ بعدہٗ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق پیشگوئی یتزوج ویولد لہٗ یعنی مسیح موعود شادی کرے گا اور اس کے ہاں اولاد ہو گی۔ پھر بعض بزرگان دین کی مصلح موعود کے متعلق پیشگوئیوں کا تفصیل سے ذکر کرتے ہوئے بیان کیا کہ جب مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا زمانہ قریب آ گیا اور اسلام پر چاروں طرف سے حملے ہو رہے تھے۔ تو بالہام الٰہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام اور قرآن کریم کی صداقت کے ثبوت کے طور پر اپنے وجود کو پیش کرتے ہوئے نشان (باقی صفحہ پر)

قادیان ریلوے اسٹیشن کو بند کئے جانے کا اندیشہ

جماعت احمدیہ قادیان کی طرف سے جناب جنرل منیجر صاحب ناردرن ریلوے کی خدمت میں میمورنڈم!

کامیاب ریلوے سروس بنانے کیلئے بعض عملی تجاویز

جیسا کہ قبل ازیں اخبار بدر میں مختصر خبر شائع ہو چکی ہے۔ مورخہ ۱۰؍مارچ کو جناب جنرل منیجر صاحب ناردرن ریلوے کی قادیان میں آمد جان کی خدمت میں جماعت احمدیہ قادیان کی طرف سے میمورنڈم پیش کیا گیا تھا۔ اس میمورنڈم کی شہر کے بعض غیر مسلم معززین نے بھی تائید کی تھی۔

اس میمورنڈم کا اردو ترجمہ شائع کیا جاتا ہے

جناب عالی! ہمیں یہ معلوم ہوا ہے کہ بعض ریلوے حکام کی رپورٹ پر محکمہ ریلوے کے حکام اعلیٰ بٹالہ اور قادیان کے درمیان ریلوے انتظام کو ختم کرنے پر غور فرما رہے ہیں۔ خاکسار جماعت احمدیہ قادیان اور قادیان نواسی دیگر بھائیوں کی طرف سے مندرجہ ذیل معروضات آپ کے ہمدردانہ غور کے لئے عرض کرتا ہے۔

(۱) غالباً آنجناب کو علم ہو گا کہ قادیان ایک بین الاقوامی مذہبی جماعت کا روحانی مرکز ہے۔ اور اس مقدس مرکز کی زیارت کے لئے ہندوستان کے صوبہ جات اور بیرونی ممالک سے احمدی آتے ہیں۔ خاص طور پر جماعت احمدیہ کے سالانہ جلسہ کے ایام میں شمولیت کے لئے ہر سال ہزاروں کی تعداد میں احمدی قادیان آتے ہیں۔

(۲) قادیان کی بین الاقوامی پوزیشن کے علاوہ بٹالہ اور قادیان کے درمیان یہ ریلوے انتظام قائم رکھا جانا مندرجہ ذیل وجوہات کی بناء پر ضروری ہے

(الف) قادیان میں ایک ڈگری کالج ہے اور اس کالج میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے بٹالہ۔ ڈلہ گرتھیاں اور دوسرے مقامات سے طلباء کی ایک معقول تعداد میں روزانہ ریل کے ذریعہ قادیان آتے اور واپس جاتے ہیں۔

(ب) قادیان نواسیوں میں سے ایک معقول تعداد میں لوگ روزانہ ریل کے ذریعہ قادیان سے بٹالہ جاتے ہیں۔ جو بٹالہ کی انڈسٹریل فیکٹریوں میں سارا دن کام کرتے اور شام کو بذریعہ ریل واپس قادیان آتے ہیں اگر بٹالہ سے قادیان تک ریلوے انتظام کو ختم کر دیا گیا تو ان مزدور قسم کے لوگوں کو بہت تکلیف ہو گی۔

(ج) تقسیم ملک کے بعد قادیان میں موجود کارخانے وغیرہ تباہ ہو گئے تھے۔ اب آہستہ آہستہ اس طرف توجہ دی جا رہی ہے۔ عرصہ قریب میں قادیان میں گورنمنٹ انڈسٹریل ٹریننگ سنٹر مکمل ہو رہا ہے۔ ایسی انڈسٹریوں کے سامان لانے لیجانے کے لئے ریلوے کے ذریعہ کا فائدہ اٹھانا نسبتاً (باقی صفحہ پر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے۔ لاآرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ بمد پرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان ۔ مورخہ ۱۹ مارچ ۱۹۶۴ء

فتح و ظفر کے پچاس سال

(۴)

آج سے ۵۰ سال پہلے مصلح موعود کے بارہ میں جو عظیم الشان بشارت حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو ملی تھی اُس کی نسبت اللہ تعالیٰ نے آپ کو مخاطب کر کے فرمایا:

"قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے ۔۔ اور فتح و ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔"

یعنی اللہ تعالیٰ آپ کو ایک ایسا فرزند عطا فرمائے گا جس کا وجود:—

۱۔ خدا تعالیٰ کی قدرت کا زندہ نشان ہوگا

۲۔ اُس کی رحمت کا ایک کرشمہ!

۳۔ اس بات کا ثبوت ہوگا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا تعالیٰ سے قرب کا مقام حاصل ہے۔ اسی کے ساتھ ساتھ جب ہم خلافتِ ثانیہ کے گذشتہ پچاس سالوں پر اجمالی نظر کرتے ہیں۔ تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ پسر موعود کے ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء کو مسند خلافت پر متمکن ہوتے ہی فتح و ظفر کا گویا دروازہ کھل گیا!! آپ کا ہر قدم جماعت کی ترقی و استحکام کی طرف اٹھا ــــ جس کام کو شروع کیا سب جگہ کامیابی نے ہاتھ چومے۔ بلاشبہ یہ مقدس وجود ایک کلید تھی جس نے دینِ اسلام کے لئے چاروں طرف فتح و ظفر کے گویا در کھول دیئے!! اس سلسلہ میں بطور اشارہ مزید کچھ حقائق ہدیۂ ناظرین کئے جاتے ہیں۔

(۸)

اسلام کے پیش کردہ نظام خلافت میں یہ بات واضح کر دی گئی ہے کہ جب ایک شخص خدائی تقدیر کے ماتحت خلیفہ منتخب ہو جاتا ہے تو اس کے متعلق اسلام کا حکم ہے کہ تمام مومن اس کی پوری پوری اطاعت کریں اور خود اس کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ تمام اہم ضروری امور میں مومنوں کے مشورہ سے کام کرے۔ اور گو وہ مشورہ پر عمل کرنے کا پابند نہیں بلکہ اگر مناسب خیال کرے تو مشورہ کو رد کر کے اپنی رائے سے جس طرح چاہے فیصلہ کر سکتا ہے۔ مگر بہرحال اسے مشورہ لینے اور لوگوں کی رائے سے علم حاصل کرنے کا ضرور حکم ہے چنانچہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعتی ترقی، افراد کی عملی تربیت اور وسیع ترقی مفاد کی خاطر باقاعدہ طور پر "مجلس مشاورت" کے نام سے مختلف مقامی جماعتوں سے نمائندوں کی مجلس کی تشکیل فرمائی جو جماعت تمام اہم اور ضروری امور میں خلیفۂ وقت کے سامنے مشورہ پیش کرتی ہے۔ اس طریق کے اجراء سے جماعت کے ہر فرد میں خود اعتمادی اور ذمہ داری کے احساس کا جذبہ بڑھا تمام جماعتی امور میں ہر شخص کی ذاتی دلچسپی اور وابستگی کو تقویت ملی اور مجلس مشاورت میں شریک ہونے والے جماعت کے نمائندوں کو اس بات کی عملی تربیت حاصل ہونے لگی کہ جماعت کے نظام اور کام کو کس طرح چلانا چاہیئے۔ یہ ایک بہت بڑا احسان ہے جس نے ہر احمدی کے لئے جماعتی ترقی پر غور و فکر کرنے کا ایک وسیع میدان پیدا کر دیا۔ اور اس کی دلچسپی کو ہر آن جماعتی مفاد کے ساتھ وابستہ کر دیا۔ اگر صرف اسی بات پر تدبّر کی نگاہ ڈالی جائے۔ تو اسی ایک نقطہ کے ماتحت ترقی ترقی کے کئی دروازے کھلتے نظر آئیں گے!! اور یہ وہ نعمت ہے جو اسلامی نظام حکومت میں مومنوں کو عطا کی گئی ہے۔ اور احمدیہ جماعت خلافتِ ثانیہ کے زیر سایہ اس سے متمتع ہو رہی ہے!!

(۹)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زیر قیادت جماعت کی اعلیٰ تنظیم کا مختصر اشارہ اوپر آ چکا ہے کسی قدر تفصیلی مدارج کا مختصر حال اب پیش ہے:—

صدر انجمن احمدیہ کا قیام تو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی نے فرما دیا تھا مگر جماعت کی وسعت کے پیش نظر حضور انور نے اس کام کو مختلف شعبہ جات میں تقسیم کر کے ایسا منظم کر دیا کہ فقط اسی جہت سے جماعت کی ترقی اور سربلندی کا جائزہ لے لیا جائے تو یہی امر بجائے خود خلافتِ ثانیہ کی صداقت اور مصلح موعود کا عظیم کارنامہ اور فتح و ظفر کی طرف نہایت محکم قدم قرار پاتا ہے۔

مرکز سلسلہ میں تو صدر انجمن احمدیہ ہی جو جماعت کے تبلیغی تربیتی مالی اور دیگر امور کے تمام انتظامی شعبہ جات کا گویا مرکزی ادارہ ہے۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ بیرونجات کی جماعتیں اپنی جگہ پر لوکل انجمنوں کے تحت اس رنگ میں منظم کر دی گئی ہیں کہ ہر جماعت میں سے قابل افراد آنریری طور پر سلسلہ کی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اور ہر جگہ کی جماعت اپنے امیر یا صدر کے تحت نہایت خوش اسلوبی سے جماعتی کام سرانجام دے رہی ہے۔ ادھر جب خلیفہ کی طرف سے کوئی نیک تحریک کا اعلان ہوتا ہے احباب جماعت اس تنظیم کی برکت سے دل و جان کے ساتھ اس تحریک کو کامیاب بنانے میں لگ جاتے ہیں!! محبت، فدائیت اور خدمتِ دین کے لئے قربانی کا یہ بے نظیر جذبہ ہی ہے جس کے تحت لاکھوں لاکھ کا سالانہ بجٹ انہیں آنریری کارکنان کے ذریعہ ہر سال پورا ہو کر روپے کی شکل میں مرکز سلسلہ میں پہنچ جاتا اور پھر اسلام کی خدمت و اشاعت اور بنی نوع کی ہمدردی اور خدمت کے مختلف مواقع میں صرف کیا جاتا ہے۔

آج سے پچاس سال پہلے جب حضرت امام جماعت احمدیہ مسند خلافت پر متمکن ہوئے تو اُس وقت کے برسرِ اقتدار افراد ناراض ہو کر قادیان سے چل دیئے۔ اُس وقت سلسلہ کے خزانہ میں سوائے چند پیسوں کے کچھ نہ تھا۔ مگر اب قادیان اور ربوہ کے دونوں مراکز کے سالانہ بجٹ لاکھوں کی تعداد کو پہنچے ہیں۔ اور یہ اُسی وجود کی برکت ہے جسے خدائی الہام میں فتح و ظفر کی کلید کہا گیا تھا!!

(۱۰)

علاوہ اس مذکورہ جماعتی تنظیم کے ایک اور طرح کی تنظیم بھی جماعت کو ایک سلک میں منسلک کئے ہوئے ہے جس کے تحت ہر جگہ کے احمدی کے لئے ایسے مواقع بہم پہنچائے گئے ہیں کہ وہ جماعت سے وابستہ رہ کر خدمت دین اور روحانیت میں ترقی کرے۔ اور ید اللہ علی الجماعت کا کرشمہ بذاتِ خود مشاہدہ کرے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بالغ نظر نے جماعت کی شیرازہ بندی کے لئے جماعت کے مردوں کو اطفال الاحمدیہ، خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ کی مجالس میں منظم کر دیا ہے۔ اور ہر مجلس کے افراد کے لئے اُن کی عمر کے لحاظ سے الگ الگ دینی لائحہ عمل تجویز کر دیا گیا ہے۔ مردوں کی یہ تینوں مجالس اپنے دائرہ میں خدا کے فضل سے خوب کام کر رہی ہیں۔ اس سے جماعت کا ہر فرد اپنے دنیوی کاروبار کے ساتھ روحانی طور پر مسابقت بالخیرات کے مواقع پا رہا ہے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ ایسی مجالس کے تحت صحیح معنوں میں دینی کام کرنے والے زندگی کے دوسرے مشاغل میں بمقابلہ دیگر لوگوں کے بفضلہ تعالیٰ زیادہ کامیاب و کامران ہیں اور یہ سب خلافتِ حقہ احمدیہ کے ساتھ وابستگی اور اس سے گہرے تعلق کی برکات کا واضح کرشمہ ہے!!

(۱۱)

مردوں کی ایسی تنظیم کے ساتھ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت کی مستورات کی روحانی اور جماعتی ترقی کی غرض سے ان کی ایک علیحدہ تنظیم لجنہ اماء اللہ کے نام سے قائم فرما رکھی ہے۔ اس کی برکت سے جماعت کی مستورات میں بہت بڑی بیداری اور سلسلہ کے کام کی زبردست روح پھونک دی گئی ہے مرکز سلسلہ میں ایک مضبوط ادارہ قائم کر کے بیرونجات کی احمدی مستورات کو مقامی لجنات میں منظم کر دیا گیا ہے۔ اس طریق پر صنف نازک کو بھی اپنے فطرتی جوہر دکھانے کے مواقع مہیا فرما دیئے گئے ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ عورتوں میں بڑھتے ہوئے غیر اسلامی رجحان اور آزاد خیال کے میلانات کے سامنے لجنہ اماء اللہ کی تنظیم ایک مضبوط بند ثابت ہو سکتی ہے اور بن رہی ہے۔ خدا کے فضل سے احمدی مستورات معاشرہ کی اُن قباحتوں اور خرابیوں سے محفوظ ہیں جو نام نہاد ترقی سیلاب کی طرح بہائے لئے آ رہی ہے۔ اگرچہ اس تنظیم کو زیادہ سے زیادہ مفید بنانے کے لئے میدان بہت وسیع ہے جس کے لئے ہماری جماعت کی سمجھدار خواتین کو بڑی ہی بیدار مغزی کے ساتھ کام کرنے اور اپنے ارد گرد کی دیگر احمدی مستورات کو اس تنظیم کے فوائد سے زیادہ

(باقی صفحہ پر)

دو درویشان کی بمبئی سے حج کے لئے روانگی

از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد سلمہ اللہ تعالیٰ

مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ بمبئی نے اپنے مکتوب مورخہ ۱۰/۳/۶۴ کے ذریعہ اطلاع دی ہے کہ ہمارے دونوں درویش بھائی مکرم مرزا عبد اللطیف صاحب اور مکرم چوہدری خدا بخش صاحب جو قادیان سے ۲۶/۲/۶۴ کو روانہ ہوئے تھے بمبئی سے جہاز "اسلامی" پر ۱۰/۳/۶۴ کو حج بیت اللہ کے لئے روانہ ہو گئے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کا سفر بخیر تمام ہو اور ان کو یہ فریضہ احسن طور پر انجام دینے کی توفیق دے اور بخیریت واپس لائے۔ احباب مکرم فضل دین صاحب لائبیریا کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں کہ جنہوں نے اپنے والد صاحب کی طرف سے حج بدل کرنے کے لئے مکرم مرزا عبد اللطیف صاحب کو بھجوایا ہے کہ اللہ تعالیٰ مکرم فضل دین صاحب کو صحتِ کاملہ دے اور ان کے والد صاحب کا حج قبول فرمادے۔ آمین۔

مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب نے جملہ امور کی تکمیل میں ہر دو درویشان سے تعاون فرمایا ہے جزاہم اللہ۔

مرزا وسیم احمد از قادیان ۱۶/۳/۶۴

خاص دعا کی درخواست: مکرم و محترم میاں محمد عبد اللہ صاحب درویش ان دنوں میو ہسپتال لاہور میں داخل ہیں اور سخت بیمار ہیں۔ ان کی ٹانگوں اور کمر میں حس معلوم نہیں ہوتی کروٹ خود نہیں بدل سکتے نیز پیشاب خود بخود نکلتا رہتا ہے جس کی وجہ سے بہت تکلیف ہے اور تشویش بھی۔ احباب اپنے درویش بھائی کو اپنی خصوصی دعاؤں میں یاد رکھیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انہیں جلد کامل شفا بخشے۔ آمین۔ (ایڈیٹر)

ایک بصیرت افروز خطاب

دُعاؤں پر زور دو اور سلسلہ کی ترقی کیلئے کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہ کرو

اجتماعی دُعائیں انفرادی دعاؤں پر بہت بڑی فوقیت رکھتی ہیں

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۶ر اپریل ۱۹۴۷ء بمقام قادیان برموقعہ مجلس مشاورت

حضور نے فرمایا:-

دوستوں کو میں اس امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ

یہ دن نہایت ہی نازک ہیں

اور ان دنوں کی نزاکت کا احساس جہاں تک میں سمجھتا ہوں تقریباً ہر احمدی کے دل میں پایا جاتا ہے۔ اس لئے جماعت کا فرض ہے کہ ان نہایت ہی نازک ایام میں وہ بیداری اور ہوشیاری کے ساتھ اپنے دن گزارے اور دعاؤں پر خصوصیت سے زور دیا جائے۔ اسی لئے میں نے جماعت کو ہدایت دی ہے کہ وہ ہر جمعرات کو سات نفلی روزے رکھے۔ اور سب کے سب مل کر خدا تعالےٰ سے دعائیں کریں کیونکہ

اجتماعی دعا

جس میں چھوٹے اور بڑے سب شریک ہو جاتے ہیں۔ خدا تعالےٰ کے فضلوں کو خاص خاص لوگوں کی دعاؤں سے بھی زیادہ جذب کرتی ہے۔ بنی اسرائیل کی تاریخ اور بائیبل کے مطالعہ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب چھوٹے اور بڑے مرد اور عورتیں۔ جوان اور بوڑھے۔ امیر اور غریب سب کے سب مل کر خدا تعالےٰ کے حضور دعائیں کریں تو وہ دعا خدا تعالےٰ کے حضور قبول کی جاتی ہے۔

بائیبل میں ایک واقعہ لکھا ہے

جس کی طرف قرآن شریف میں بھی اشارہ پایا جاتا ہے۔ گو وہ تفصیل قرآن کریم نے بیان نہیں کی جو اس واقعہ کے متعلق بائیبل میں موجود ہے۔ وہ واقعہ یہ ہے کہ حضرت یونسؑ جو خدا تعالےٰ کے ایک نبی تھے۔ انہیں اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ جاؤ اپنی قوم کے لوگوں کو توجہ دلاؤ کہ وہ گناہوں سے توبہ کریں اور اپنے نفس کی اصلاح کریں ورنہ چالیس دن کے اندر اندر ان پر عذاب آجائے گا۔ حضرت یونس علیہ السلام نے اپنی قوم کو نصیحت کی سمجھایا اور کہا کہ وہ اپنے گناہوں کو ترک کر دیں اور خدا تعالےٰ کے احکام اور اس کی تعلیم پر ایمان لائیں۔ مگر لوگوں نے ان کی بات کی کوئی پرواہ نہ کی انہیں ہنسی اور طعن وتشنیع کا نشانہ بنا لیا اور کہا کہ ہم وہی کچھ کریں گے جو ہماری مرضی کے مطابق ہوگا۔ ہم تیری بات ماننے کے لئے تیار نہیں۔ آخر حضرت یونسؑ اپنی قوم کی ہدایت سے مایوس ہو گئے۔ اور انہوں نے اپنی قوم سے کہہ دیا کہ تم پر اس نافرمانی کی وجہ سے

چالیسؔ دن کے اندر اندر خدا تعالےٰ کا عذاب

نازل ہوگا۔ اور یہ کہہ کر وہ اپنی بستی نینوہ کو چھوڑ کر کچھ دور فاصلے پر بیٹھ گئے۔ اور انتظار کرنے لگے کہ کب چالیسواں دن آتا ہو اور ان کی قوم کی ہلاکت کا سامان پیدا ہوتا ہے جب ۳۹ دن گزر گئے اور چالیسواں دن چڑھا تو ان کا دل اس یقین سے لبریز تھا کہ آج کا دن نہیں ٹلے گا جب تک نینوہ کے لوگ ہلاک نہ ہو جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہُوا۔ آسمان پہ خوفناک بادل چھا گئے۔ اور قیامت خیز آندھی چلنی شروع ہو گئی۔ اور لوگوں نے سمجھ لیا کہ اب عذاب ان کے سروں پر منڈلا رہا ہے۔ جس سے بچنے کی ان کے پاس کوئی صورت نہیں۔ جب

آسمان پر عذاب کی تیاریاں

ہونے لگیں تو نینوہ کے رہنے والے سخت ڈرے۔ ان کے سرکردہ لوگ ایک جگہ جمع ہوئے اور انہوں نے فیصلہ کیا کہ اب اس عذاب سے بچنے کا صرف ایک ہی طریق ہے۔ اور وہ یہ کہ ہم سب اکٹھے ہو کر جنگل میں نکل جائیں اور اللہ تعالےٰ کے حضور گڑگڑا گڑگڑا کر دعائیں کریں کہ وہ اس عذاب کو ہم سے ٹال دے۔ انہوں نے یہ بھی فیصلہ کیا کہ ماں اپنے دودھ پیتے بچوں کو بھی ساتھ لے چلیں مگر انہیں دودھ نہ پلایا جائے۔ جانوروں کو گھروں سے نکال کر جنگل میں لے جایا جائے۔ مگر جانوروں کو بھی چارہ نہ ڈالا جائے۔ اسی طرح عورتیں اور مرد اور بچے جوان اور بوڑھے سب ننگے سر ننگے پاؤں ٹاٹ کے کپڑے پہن کر خالی پیٹ جنگل میں نکل جائیں اور اکٹھے مل کر

اللہ تعالےٰ کے حضور انہوں نے دعا شروع کر دی

تاریخوں میں لکھا ہے کہ نینوہ کے لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ عورتوں نے اپنے دودھ پیتے بچوں کو دودھ پلانا بند کر دیا۔ لوگوں نے جانوروں کے آگے چارہ ڈالنا ترک کر دیا۔ کوئی گھر نہ تھا جس میں اس دن کھانا پکا ہو۔ سب نے خالی پیٹ عورتوں اور بچوں اور جانوروں کو ساتھ لیا اور ایک کھلے میدان میں اکٹھے ہو گئے۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ جب بچوں کو دودھ نہیں ملے گا تو وہ بھوک کی وجہ سے روئیں گے۔ جانوروں کو چارہ نہیں ملے گا تو وہ بھوک کی وجہ سے چلائیں گے۔ دوسری طرف مرد اور عورتیں سب مل کر آہ وزاری کریں گے۔ تو اللہ تعالےٰ کے فضل اور اس کے رحم میں زیادہ سے زیادہ حرکت پیدا ہو گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ بچوں نے دودھ نہ ملنے کی وجہ سے بلند آواز سے چلانا شروع کر دیا۔ گھوڑوں اور اونٹوں اور بھینسوں اور گائیوں اور بکریوں کو چارہ نہ ملا تو انہوں نے شور ڈال دیا۔ مرد اور عورتیں ننگے پاؤں ٹاٹ کے کپڑے پہنے الگ

آہ وبکا اور گریہ وزاری

میں مصروف تھے۔ غرض وہ نظارہ ایک قیامت کا نمونہ بن گیا۔ اور سب نے چیخیں مار مار کر اللہ تعالےٰ کے حضور دعائیں شروع کر دیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی گریہ وزاری اور متعدد دعاؤں کو دیکھ کر اللہ تعالےٰ کا رحم جوش میں آگیا اور اس نے وہ عذاب جس کے آثار بالکل ظاہر ہو چکے تھے نینوہ کے لوگوں سے ٹلا دیا۔ اور وہ خدا تعالےٰ کا شکر بجا لاتے ہوئے اپنے گھروں کو واپس آ گئے۔ ادھر حضرت یونسؑ اس انتظار میں تھے کہ انہیں آنے جانے والوں کے ذریعہ یہ خبر ملے گی کہ نینوہ کے لوگ تباہ ہو گئے ہیں۔ مگر خلاف توقع شام کے وقت جب ایک مسافر ان کے پاس سے گزرا۔ تو انہوں نے اس سے دریافت کیا کہ بتاؤ نینوہ والوں کا کیا حال ہے تو اس نے کہا وہ بالکل اچھے بھلے ہیں۔ عذاب کے آثار تو ظاہر ہوئے تھے مگر ان کی گریہ وزاری کی وجہ سے

عذاب ان سے ٹل گیا

اور وہ لوگ آپ کی تلاش میں پھر رہے ہیں حضرت یونسؑ نے جب یہ سنا کہ نینوہ کے لوگوں پر سے عذاب ٹل گیا ہے تو وہ یہ سمجھ کر کہ اگر اب میں واپس گیا تو میری ذلت اور رسوائی ہو گی۔ اور لوگ مجھے جھوٹا سمجھیں گے۔ جوش کی حالت میں وہاں سے نکل کھڑے ہوئے۔ بائیبل بتاتی ہے کہ وہ راستہ میں بار بار یہ کہتے جاتے تھے کہ خدایا میں تو پہلے ہی کہتا تھا کہ تو رحیم و کریم ہے تو نے رحم کر دینا ہے اور میں نے لوگوں میں شرمندہ ہونا ہے۔ اس طرح چلتے چلتے وہ کنارہ سمندر پر جا پہنچے اور انہوں نے ارادہ کیا کہ جہاز میں بیٹھ جائیں اور اپنے وطن کو ترک کر دیں۔ جب جہاز چلا تو راستہ میں طوفان آ گیا۔ اور طوفان بھی ایسا کہ وہ کسی طرح تھمنے میں ہی نہیں آتا تھا۔

اس زمانہ کی روایات

کے مطابق لوگوں نے یہ سمجھ کر کہ کوئی بھاگا ہوا غلام اس جہاز پر سوار ہے اور اسی کی وجہ سے یہ طوفان آیا ہے جب تک اس غلام کو سمندر میں غرق نہیں کیا جائے گا اس وقت تک یہ طوفان ختم نہیں ہو سکتا اس زمانہ میں یہ خیال کیا جاتا تھا کہ جب طوفان آجاتے اور جہاز کے غرق ہونے کا خطرہ لاحق ہو جاتے تو اس کی وجہ یہ ہوا کرتی ہے کہ کوئی بھاگا ہوا غلام جہاز میں سوار ہوتا ہے اور طوفان کو رو کنے کا علاج صرف یہی ہوتا ہے کہ اس مفرور غلام کو سمندر میں پھینک دیا جائے۔ پہلے تو جہاز والوں نے کوشش کی کہ جہاز طوفان کے تھپیڑوں سے سلامتی کے ساتھ نکل جائے مگر جب طوفان کسی طرح تھمنے میں نہ آیا تو انہوں نے جہاز میں اعلان کر دیا کہ جو غلام اپنے آقا سے بھاگا ہوا ہو وہ اپنے آپ کو پیش کر دے کیونکہ وہ سواروں کو غرق کرنا چاہتا ہے اس اعلان پر حضرت یونس علیہ السلام آگے بڑھے۔ اور انہوں نے کہا

میں وہ غلام ہوں

اور یہ طوفان میری وجہ سے ہی آیا ہے۔ چند دن جہاز میں اکٹھے رہنے کی وجہ سے حضرت یونس علیہ السلام کا ادب اور احترام لوگوں کے دلوں میں پیدا ہو چکا تھا کیونکہ وہ دیکھتے تھے کہ یہ شخص نمازیں پڑھتا ہے نیکی کی باتیں پھیلاتا ہے ہر قسم کے فواحش سے لوگوں کو بچنے کی تلقین کرتا ہے پس حضرت یونس علیہ السلام کا ادب ان کے دلوں میں پیدا ہو چکا تھا۔ جب انہوں نے کہا کہ میں بھاگا ہوا غلام ہوں جس کی وجہ سے طوفان آیا ہے آپ لوگ اٹھا کر مجھے بے شک سمندر میں پھینک دیں تو انہوں نے کہا توبہ۔ توبہ آپ تو ہم سے مذاق کرتے ہیں۔ بھلا آپ کو ہم کس طرح پھینک سکتے ہیں مگر تھوڑی دیر گذری تو طوفان نے پھر بڑھنا شروع کیا۔ حضرت یونس علیہ السلام نے پھر کہنا شروع کیا کہ میں ہی بھاگا ہوا ہوں مجھے بے شک سمندر میں پھینک دو مگر دوسری دفعہ بھی آپ کو پھینکنے پر آمادہ نہ ہوئے۔ آخر تیسری بار طوفان آیا اور اب کی دفعہ تو وہ حد سے نکل گیا اور قطعی طور پر یہ سمجھا جانے لگا کہ اگر یہی حال رہا تو جہاز چند منٹ میں ہی ڈوب جائے گا۔ اس پر انہوں نے حضرت یونس علیہ السلام کو اٹھایا اور سمندر میں پھینک دیا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت

ایک بڑی مچھلی نے ان کو نگل لیا

اور حضرت یونس علیہ السلام تین دن اور تین رات مچھلی کے پیٹ میں رہے اس کے بعد مچھلی نے ان کو کنارے پر لا کر اُگل دیا۔ خدا تعالیٰ کی قدرت ہے کہ تین دن اور رات مچھلی کے پیٹ میں رہنے کے باوجود وہ زندہ رہے مگر مچھلی کے پیٹ میں رہنے کی وجہ سے ان کا جسم گلا سڑا تھا۔ اور طاقت بالکل زائل ہو چکی تھی جب مچھلی نے انہیں کنارہ پر اُگل دیا تو وہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے کدو کی ایک بیل اُگا دی جس کے سایہ کے نیچے وہ آرام پاتے رہے۔ حلوا کدو کی بیل یوں بھی بہت جلد پھیلتی ہے اور پھر کدو ہوتا بھی بڑا مقوی ہے ممکن ہے حلوہ کدو توڑ کر حضرت یونس علیہ السلام اس کا پانی بھی پیتے رہے ہوں۔ آج کل بھی ڈاکٹر کمزور مریضوں کو پھلوں کا پانی پینے کی ہدایت کرتے ہیں ہر حال ان کے جسم میں آہستہ آہستہ طاقت آنے لگی مگر ابھی انہیں پوری طاقت حاصل نہیں ہوئی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اس بیل پر ایک کیڑے کو مقرر کر دیا جس نے راتوں رات اسے کاٹ کر گرا دیا۔ حضرت یونس علیہ السلام نے جب دیکھا کہ وہ بیل جس کے سایہ میں وہ بڑا آرام حاصل کر رہے تھے اسے ایک کیڑے نے کاٹ کر رکھ دیا ہے تو بے اختیار

ان کی زبان سے یہ الفاظ نکلے

کہ خدا اس کیڑے کو تباہ کرے جس نے یہ بیل ضائع کر دی ہے تب اللہ تعالیٰ کا الہام یونس پر نازل ہوا اور اس نے کہا اے یونس یہ بیل تیری پیدا کی ہوئی تھی یا ہماری؟ یہ بیل تیری پیدا کی ہوئی نہیں تھی صرف تجھ کو اس سے آرام پہنچ رہا تھا مگر تجھے اس بیل کا کاٹا جانا کتنا بُرا لگا اور تیرے دل کو اس سے کتنا دکھ پہنچا ہے جو تیری پیدا کردہ نہیں تھی تو کیا تو ہم سے یہ امید کرتا تھا کہ ہم اپنے لاکھوں لاکھ بندوں کو ہلاک کر دیتے جو ہمارے رحم اور غفران کے طالب تھے۔ وہ ہمارے پیدا کئے ہوئے بندے تھے اور تجھے اس بیل سے جو ہمدردی تھی اس سے کروڑوں گنا زیادہ ہمیں اپنی مخلوق سے ہمدردی ہے اس لئے یہ کس طرح ہو سکتا تھا کہ ہم ان کو ہلاک کر دیتے

تب یونس کو محسوس ہوا

کہ خدا تعالیٰ کا رحم بے وقت نہیں تھا۔ اور انہوں نے عرض کیا کہ اے خدا تیری بات سچی ہے میں غلطی پر تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے یونس تو تو نینوہ سے بھاگ کر یہاں آیا ہوا ہے اور وہ لوگ تیری تلاش میں پھر رہے ہیں اور لوگوں سے بے تاب ہو ہو کر دریافت کرتے ہیں کہ یونس کہاں ہے۔ اُٹھ اور نینوہ کو جا تاکہ لوگ تجھ پر ایمان لائیں۔ تب حضرت یونس علیہ السلام واپس آئے ان کی قوم ان پر ایمان لائی اور وہ انہیں خدا تعالیٰ کی تعلیم سے آگاہ کرتے رہے تو بسا اوقات بڑے بڑے نیکوں کی انفرادی دعائیں اتنی نہیں سنی جاتیں جتنی چھوٹے بڑے مل کر دعا کریں تو ان کی دعا سنی جاتی ہے۔ اسی لئے میں نے جماعت میں

سات روزوں کا اعلان

کیا ہے اور میری ہدایت یہ ہے کہ ان روزوں میں عورتوں اور بچوں کو بھی شامل کیا جائے۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ جو بچے یا عورتیں روزہ رکھنے کے قابل نہیں ان سے بھی روزہ رکھوایا جائے بلکہ میرا مطلب یہ ہے کہ جو عورتیں روزہ رکھنے کے قابل ہیں یا جو بچے روزہ رکھنے کے اہل ہیں وہ سب بھی سب روزے رکھیں اور چھوٹے اور بڑے سب انفرادی رنگ میں بھی دعائیں کریں اور اجتماعی رنگ میں بھی تا اللہ تعالیٰ کا فضل نازل ہو اور ہمارے ملک سے فتنہ و فساد کی روح بالکل مٹ جائے۔

پچھلے چند سالوں میں متواتر ایسے خطرناک دور ہمارے ملک پر آتے ہیں کہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ ایک بہت بڑا سیلاب آیا ہوا ہے وہ دنیا کی ہر چیز کو بہا کر لے جائے گا۔ مگر

ہماری دعاؤں اور روزوں کے نتیجہ میں

اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل نازل فرمایا اور بلاؤں کو دور فرما دیا۔ میں امید کرتا ہوں کہ اگلے نازک دوروں میں بھی وہ ہم سے مصائب کو دور فرمائے گا اور ہمارے لئے کامیابیوں کے سامان پیدا فرمادے گا لیکن اس خیال سے کہ تدابیر کا پہلو کسی لمحہ میں بھی انسان کو چھوڑنا نہیں چاہیے ہم ظاہری تدابیر سے بھی کام لے رہے ہیں۔ چنانچہ ایک طرف دعاؤں اور روزوں کی میں نے تحریک کی ہے تو دوسری طرف بعض ضرورت کے لئے جماعت سے چندہ طلب کیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں بعض ایسے لوگوں کے وساوس اور شبہات کو مد نظر رکھتے ہوئے

جماعت کو بتانا چاہتا ہوں

کہ قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض دفعہ ایک ضائع ہونے والی چیز درحقیقت ضائع نہیں ہوتی۔ بلکہ قومی قربانیوں کے لئے انسان کے اندر ذمہ داری کا احساس پیدا کرنے کے لئے اس قدر ضروری ہوتی ہے کہ اس پر جس قدر بھی روپیہ خرچ کیا جائے کم ہوتا ہے اور جس قدر بھی روپیہ ضائع ہوتا نظر آئے اس کی پرواہ نہیں کرنی چاہیے۔ کیونکہ قومی ترقی اور بلند و بالا عمارات کی تعمیر بسا اوقات انسان سے ایسی ہی قربانیوں کا مطالبہ کرتی ہے کہ بظاہر یوں معلوم ہوتا ہے روپیہ ضائع چلا گیا۔ طاقت رائیگاں کھوئی گئی کام کا کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔ مگر حقیقتاً وہ ضائع ہونے والی چیز کئی حقیقی قربانیوں سے بھی زیادہ مفید اور بابرکت ہوتی ہے اسلام میں اس قسم کی قربانیوں کی جو مثالیں پائی جاتی ہیں

ان میں سے ایک مثال

اللہ تعالیٰ کا وہ حکم ہے جو قرآن کریم میں بھی بیان ہوا ہے کہ جب تم حج کے لئے مکہ میں جاؤ تو وہاں تمہارے لئے ضروری ہے کہ تم قربانی کرو۔ چنانچہ جو لوگ مکہ میں جاتے ہیں وہ ضرور قربانی کرتے ہیں۔ کوئی بکرے کی قربانی کرتا ہے کوئی گائے کی قربانی کرتا ہے کوئی اونٹ کی قربانی کرتا ہے اب خواہ کوئی شخص صرف ایک بکرا قربانی کرے گا یا گائے کی قربانی دے یہ واضح بات ہے کہ وہ سارا بکرا نہیں کھا سکتا نہ ساری گائے کھا سکتا ہے اور اگر اونٹ کی قربانی کی جائے۔ تو اس کے متعلق یہ خیال بھی نہیں کیا جا سکتا کہ کوئی ایک شخص اسے کھا سکے گا۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہزاروں ہزار بکرا اور ہزاروں ہزار اونٹ ضائع چلا جاتا ہے۔ لوگ قربانی کے اونٹوں اور بکروں کو اسی جگہ پھینک دیتے ہیں اور کوئی شخص ان کا گوشت کھانے والا نظر نہیں آتا۔ یہاں تک کہ بعض دفعہ قربانیوں کی کثرت کی وجہ سے تعفن پیدا ہو جاتا ہے اور لوگ بیماریوں میں مبتلا ہونے لگ جاتے ہیں۔ بہت لوگ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے

حج میں جس قربانی کا حکم دیا ہے

وہ قطعی طور پر ضائع چلی جانے والی چیز ہے اور اس کا بنی نوع انسان کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا

بلا وجہ ہزاروں لاکھوں روپیہ ایسی قربانیوں پر ضائع کر دیا جاتا ہے۔ اگر یہی روپیہ تعلیم پر صرف کیا جائے یا تربیت پر صرف کیا جائے تو قوم کو کتنا بڑا فائدہ پہنچ سکتا ہے مگر اس امر کا کوئی خیال نہیں رکھا جاتا اور قومی روپیہ ایسی قربانیوں پر ضائع کر دیا جاتا ہے جن کا بظاہر کوئی بھی فائدہ نہیں ہوتا۔ یہ اعتراض کئی لوگ کیا کرتے ہیں اور ان کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ کیوں بلا وجہ اتنی قربانیوں پر روپیہ ضائع کیا جاتا ہے۔ اگر صرف گوشت کھانا یا غرباء کو گوشت کھلانا مدنظر ہوتا تو یہ ضرورت چھوٹی قربانیوں سے بھی پوری ہو سکتی تھی۔ اس کا جواب درحقیقت یہ ہے کہ حج کی قربانیوں کے بظاہر ضائع ہوتے چلے جانے میں

ہمارے لئے یہ سبق رکھا گیا ہے

کہ بعض دفعہ قومی زندگیوں میں تم پر ایسا وقت بھی آئے گا جب تم سے بلا دریغ قربانیوں کا مطالبہ کیا جائے گا۔ اور بظاہر یوں معلوم ہوگا کہ تمہاری طاقت اور تمہارا روپیہ ضائع کیا جا رہا ہے۔ مگر یاد رکھو وہ ضائع نہیں ہوگا۔ بلکہ یہ ضائع شدہ روپیہ ہی تمہاری ترقی اور کامیابی کا ذریعہ ثابت ہوگا۔ اس لئے تم گھبراؤ نہیں۔ ہم تم سے ہر سال حج کے موقعہ پر ایسی قربانیاں کرائیں گے۔ جن میں بظاہر تمہارا روپیہ ضائع ہو رہا ہوگا۔ مگر درحقیقت یہ مشق ہوگی اس بات کی کہ تم قومی زندگی کے لئے ایسے کام کرنے کے لئے بھی تیار رہو کہ جن پر بظاہر تمہیں اپنا روپیہ ضائع ہوتا نظر آئے تم یہ مت دیکھو کہ اس کا کوئی نتیجہ نکلتا ہے یا نہیں۔ تم وقت کی ضرورت کو دیکھو اور اپنا روپیہ اگر سمندر میں بھی ڈالنا پڑے تو سمندر میں ڈالنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ تاریخ میں اس کی مثال موجود ہے۔

شاہ جہان نے خواب میں دیکھا

کہ اس نے اپنی بیوی کی قبر پر ایک نہایت ہی شاندار مقبرہ تیار کرایا ہے۔ خواب میں مقبرہ کی جو عمارت اسے دکھائی گئی وہ اس نے اپنے ذہن میں رکھی اور مختلف انجنیئروں کو بلا کر کہا کہ اس قسم کی ایک عمارت تیار کر دو۔ جب انجنیئر کو بھی بلایا جاتا وہ کہہ دیتا کہ اس قسم کی عمارت تعمیر نہیں ہو سکتی۔ آخر ایک انجنیئر آیا اور اس نے کہا بادشاہ سلامت عمارت تو بن سکتی ہے مگر شرط یہ ہے کہ آپ دو لاکھ کے توڑے کشتی میں رکھ لیں اور جمنا کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے پر چلیں اور مجھے وہ جگہ دکھائیں جہاں آپ عمارت بنوانا چاہتے ہیں۔ بادشاہ نے یہ شرط منظور کر لی۔ اس نے خزانہ سے دو لاکھ روپیہ کے توڑے منگوائے اور کشتی میں خود بھی سوار ہو گیا اور انجنیئر کو بھی بٹھا لیا۔ جب کشتی روانہ ہوئی تو ابھی چند قدم کے فاصلہ پر گئی تھی کہ انجنیئر نے دو ہزار روپیہ کا ایک توڑا اٹھایا اور یہ کہتے ہوئے دریا میں غرق کر دیا کہ حضور اس طرح روپیہ خرچ ہوگا۔ بادشاہ نے کہا پرواہ نہیں۔ عمارت ضرور بننی چاہیئے۔ آگے چلا تو اس نے

دو ہزار کا دوسرا توڑا اٹھایا

اور دریا میں غرق کر دیا۔ اسی طرح تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر وہ ایک ایک توڑا اٹھاتا اور دریا میں غرق کرتا چلا جاتا اور کہتا کہ حضور اس طرح روپیہ صرف ہوگا۔ اور بادشاہ ہر دفعہ یہی جواب دیتا کہ روپیہ کی پرواہ نہیں تم عمارت بنا کر دکھاؤ۔ آخر جب کشتی کنارہ پر پہنچی تو اس وقت تک دو لاکھ روپیہ سمندر میں غرق ہو چکا تھا۔ انجنیئر اترا اور اس نے بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور اب عمارت میں تیار کرا دوں گا۔ پھر اس نے کہا بادشاہ سلامت بات یہ ہے کہ دوسرے انجنیئر بھی یہ عمارت بنا سکتے تھے۔ مگر وہ اس خیال سے پیچھے ہٹ گئے کہ شاید حضور اتنا روپیہ اس عمارت پر صرف نہ کر سکیں اور خواہ مخواہ ان پر الزام آ جائے جو ناقابل برداشت ہو گا۔ میں نے آپ کے حوصلہ کو دیکھ لیا ہے۔ دو لاکھ روپیہ میں نے آپ کے سامنے دریا میں پھینکا مگر آپ کے ماتھے پر بل تک نہیں آیا۔ اس سے میں سمجھتا ہوں کہ خواہ عمارت پر کتنا بھی خرچ ہو جائے آپ اس کی پرواہ نہیں کریں گے چنانچہ اس نے مقبرہ بنا کر دکھا دیا۔ پس بسا اوقات بہت سے اخراجات ضائع ہوتے نظر آتے ہیں مگر ان میں

بہت بڑی حکمت مخفی ہوتی ہے

جیسے شاہ جہان کے ضائع ہونے والے دو لاکھ روپیہ نے انجنیئر کو جرأت دلا دی اور اس نے ایسی عمارت تیار کی جو عجائبات عالم میں شمار کی جاتی ہے۔ اسی طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں جنگ تبوک کا واقعہ بھی ایسا ہے جس میں مسلمانوں کو یہی سبق اللہ تعالےٰ کی طرف سے سکھایا گیا تھا۔ تبوک کی جنگ کا واقعہ اس وقت تک لوگوں کے لئے معمہ بنا ہوا تھا اور وہ نہیں سمجھتے تھے کہ اس جنگ میں مسلمانوں کا مزاؤنا(؟) روپیہ بظاہر ضائع کرانے میں اللہ تعالےٰ کی کیا حکمت مخفی تھی۔ بعض نے اس کی مختلف توجیہات کرتے ہیں مگر وہ توجیہات ایسی ہیں جو آپس میں ٹکراؤ رکھتی ہیں۔ مجھ پر اللہ تعالےٰ نے اپنے خاص فضل سے جو مضامین کھولے ہیں اور جن اہم مسائل میں اس نے میری راہنمائی فرمائی ہے ان میں سے ایک وہ مضمون بھی ہے جو سورۃ توبہ میں بیان کیا گیا ہے۔ اس مضمون کو جو جنگ تبوک کے واقعات کے ساتھ تعلق رکھتا ہے سمجھنے میں گذشتہ تمام مفسرین ناکام رہے ہیں مگر مجھ پر اللہ تعالےٰ نے اس مضمون کو بھی روشن فرما دیا۔

تبوک کی جنگ

درحقیقت جنگ تھی ہی نہیں۔ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کر لیا اور عرب پر آپ کی حکومت قائم ہو گئی تو منافقین اور کفار جن کے دلوں میں حسد کی چنگاریاں سلگ رہی تھیں وہ آپس میں چہ میگوئیاں کرنے لگے کہ اب کیا ہوگا یہودیوں اور عیسائیوں نے اسلام کی بڑھتی ہوئی طاقت کو دیکھ کر سمجھ لیا کہ اگر یہ رَو اسی طرح جاری رہی تو ہمارے لئے کوئی ٹھکانہ نہیں رہے گا۔ وہ یہ بھی سمجھتے تھے کہ خود ہم میں یہ طاقت نہیں کہ ہم مسلمانوں کا مقابلہ کر سکیں صرف ایک ہی صورت ہو سکتی ہے اور وہ یہ کہ مسلمانوں کو کسی اور بڑی طاقت سے ٹکرا دیں۔ اور اس طرح مسلمانوں کی تباہی کا سامان پیدا ہو جائے۔ چنانچہ کفار کی انہی مخفی ریشہ دوانیوں کے نتیجہ میں ابو عامر ایک شخص مدینہ میں آیا اور اس نے منافقوں کے ساتھ مل کر

یہ سکیم تیار کی

کہ میں شام میں جا کر حکومت کے لوگوں کو مسلمانوں کے خلاف اکساتا ہوں تم مسلمانوں میں یہ مشہور کرنا شروع کر دو کہ ہمیں خبر ملی ہے کہ قیصر کی ایک بہت بڑی فوج مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لئے مدینہ کی طرف بڑھتی چلی آ رہی ہے۔ چنانچہ اس سکیم کے ماتحت ابو عامر تو شام کی طرف چلا گیا۔ اور منافقوں نے روزانہ اس قسم کی افواہیں پھیلانی شروع کر دیں۔ کہ آج فلاں قافلہ ہمیں ملا تھا اس نے بتایا کہ قیصر کی فوج مسلمانوں پر حملہ کرنے کی تیاریاں کر رہی ہے۔ آج فلاں قافلہ یہی خبر لایا ہے۔ فلاں قافلہ ذکر کر رہا تھا کہ مسلمانوں کے خلاف قیصر جنگ کی زبردست تیاری کر رہا ہے۔ اسی طرح کبھی کوئی منافق افواہ اڑا دیتا کبھی کوئی۔ یہاں تک کہ یہ افواہیں اتنی کثرت سے پھیل گئیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کو یقین ہو گیا کہ قیصر اپنی فوجوں سمیت عرب پر حملہ کرنے کے لئے آ رہا ہے چنانچہ آپ نے

لشکر بندی کا حکم دے دیا

اور وہ عالم الغیب خدا جو معمولی معمولی باتوں کا آپ کو علم دے دیا کرتا تھا۔ اس نے بھی آپ کو کچھ نہ بتایا کیونکہ اس ذریعہ سے اللہ تعالےٰ یہ بتانا چاہتا تھا کہ حزم و احتیاط میں کسی قوت کا ضائع ہونا درحقیقت کسی قوت کا پیدا ہونا ہوتا ہے۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ آپ نے دس ہزار کا لشکر تیار کیا مگر خدا تعالےٰ کی طرف سے آپ کو یہ نہ بتایا گیا کہ درحقیقت یہ سب کچھ منافقوں کی پھیلائی ہوئی افواہیں ہیں لڑائی کوئی نہیں۔ اتنے بڑے لشکر کی تیاری کوئی معمولی کام نہیں تھا۔ پھر ایک اور مشکل یہ تھی کہ یہ فصلوں کے پکنے کا موسم تھا۔ اور لشکر بندی کی صورت میں فصلوں کی تباہی یقینی تھی مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان باتوں کی کوئی پرواہ نہ کی اور مسلمانوں کو تیار ہونے کا حکم دے دیا۔ ادھر

منافق اپنے دلوں میں خیال کرتے ہیں

کہ ابو عامر شام کے لوگوں کو اکسا رہا ہے اور اب دو صورتوں میں سے ایک صورت یقینی ہے یا تو شام کے لوگ جوش میں آ کر حملہ کر دیں گے اور اس طرح مسلمانوں کی ان سے جنگ چھڑ

. . . .

. . . . . جائے گی اور یا پھر شام کے لوگ جب سنیں گے کہ مسلمان ان پر حملہ آور ہو رہے ہیں تو وہ مقابلہ کے لئے نکلیں گے۔ اور اس طرح دونوں کی لڑائی شروع ہو جائے گی اور چونکہ قیصر کی فوجوں کا مقابلہ نہیں ہو سکتا اس لئے مسلمان لازماً تباہ ہو جائیں گے۔ مگر اللہ تعالےٰ کے نبی بغیر سوچے سمجھے حملہ نہیں کیا کرتے۔ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم وہاں پہنچے تو بجائے اس کے کہ آتے ہی حملہ کر دیتے آپ نے ادھر ادھر اپنے جاسوس دوڑائے تاکہ وہ دشمن کی نقل و حرکت کی خبر لائیں۔ اور پتہ لگائیں کہ دشمن بھی کوئی تیاری کر رہا ہے یا نہیں۔ انہوں نے پتہ لگایا اور واپس آ کر بتایا کہ ایسی کوئی علامات نہیں کہ دشمن کی مقابلہ کے لئے کوئی تیاری ہو۔ اور علامات بالکل پُر امن ہیں چنانچہ رسول کریم صلے اللہ علیہ

وسلم نے حملہ کا ارادہ ترک فرما دیا کیونکہ دشمن کی طرف سے مقابلہ کی کوئی تیاری نہیں تھی اور اس طرح دو مہینہ کے بعد اس سفر سے آپ مدینہ واپس تشریف لائے۔ یہ وہ موقع ہے جس میں مسلمانوں کا ہزاروں ہزار روپیہ ضائع ہوا۔ اور اس میں انتہائی تعہد سے کام لیا گیا کہ جو لوگ اس میں شامل نہیں ہوئے تھے ان کا مقاطعہ کیا گیا۔ چنانچہ

مقاطعہ کا طریق

جو اسلام میں تعزیری طور پر جاری ہے اس کی ابتداء اسی موقع سے ہوئی تھی۔ پھر یہ وہی جنگ ہے جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج جو شخص کسی دوسرے مسلمان کو جنگ کے لئے تیار کرے گا اور ضروری سامان اسے مہیا کر کے دے گا اللہ تعالیٰ اسے جنت عطا فرمائے گا۔ اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی ساری جائیداد بارہ ہزار دینار میں فروخت کر کے تمام روپیہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا۔ گویا بڑی سے بڑی قربانی جو مسلمانوں سے کرائی جاسکتی تھی وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے کرائی۔ ان سے مالی قربانی بھی لی اور ان سے جانی قربانی بھی لی۔ حالانکہ حقیقتاً اس وقت کوئی خطرہ درپیش نہیں تھا۔ اس ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے

مسلمانوں کو یہ سبق دیا

کہ خدا تعالیٰ کا یہ رسول کس طرح اپنی فوج کو تسلی میں رکھتا ہے۔ اور وہ بلا سوچے سمجھے حملہ نہیں کرتا حملہ اُسی وقت کرتا ہے جب دوسرے کی طرف سے حملہ کی ابتداء ہو۔ پھر یہ بھی بتا دیا کہ بعض دفعہ حزم و احتیاط کا تقاضا ہوتا ہے کہ اپنی طاقت کو صرف کیا جائے خواہ بظاہر اس کا کوئی نتیجہ برآمد نہ ہو اور دیکھنے والے یہی کہیں کہ قربانی ضائع چلی گئی ہے۔ پس

اس نکتہ کو اچھی طرح یاد رکھو

کہ بسا اوقات بظاہر ضائع ہونے والی قربانی بظاہر قبول ہونے والی قربانی سے زیادہ قیمتی ہوتی ہے۔ اور ہر مومن کا فرض ہوتا ہے کہ وہ کسی مرحلہ پر بھی اپنے قدموں میں جنبش پیدا نہ ہونے دے اور اپنے دل کو استوار رکھے۔ اس مسئلہ کو اپنے مدنظر رکھتے ہوئے۔

دعائیں کرو اور روزے رکھو

دعائیں کرو اور روزے رکھو اور قربانیوں کے میدان میں اپنا قدم کبھی پیچھے نہ ہٹاؤ۔ اگر تم ایسا کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے تمام خطرات کو دور کر دے گا اور تم کامیابی کے ساتھ اپنی منزل مقصود کی طرف بڑھتے چلے جاؤ گے۔

یاد رفتگان

میری بیوی کی اچانک وفات کا حادثہ

از مکرم مولوی محمد عبد اللہ صاحب درویش۔ معاون ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

جانے والا ہے سب سے پیارا اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

مورخہ ۲ر مارچ سنہ ۱۹۶۲ء کو صبح تین بجے میری بیوی کی وفات کا اچانک حادثہ ہوا۔ ایسا اچانک کہ جس کے لئے ہم تیار نہ تھے بلکہ خوشی کے ایک موقعہ کی انتظار تھی کہ اچانک خوشی غموں میں بدل گئی اور آن کی آن میں میری دنیا بدل گئی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

میری اس بیوی جس کا نام مسعود بی بی تھا انکی بڑی بہن فتح بی بی صاحبہ مرحومہ سے میری پہلی شادی ہوئی تھی۔ پانچ چھ سال کی عمر سے ہی اپنی بہن کے ساتھ میرے گھر میں رہنا شروع کیا۔ پھر ان کی وفات سے میرے ساتھ نکاح تک کا زمانہ جو ڈیڑھ سال تھا اپنے والدین کے پاس رہیں اس طرح گویا اپنی عمر جو ۳۳ سال اور دو ماہ تھی میں سے اٹھائیس سال تک کے لگ بھگ میرے گھر میں رہیں۔ اور میرے عقد میں اٹھارہ سال اور پانچ ماہ۔ میری یہ دونوں بیویاں چوہدری خیر الدین صاحب ذیلدار آف رام پور عیسیٰ (تحصیل روپڑ ضلع انبالہ) کی بیٹیاں تھیں۔ والدین بڑھاپے کی منزلیں طے کر رہے ہیں۔ اور دونوں بیٹیوں کی جوان عمر وفات کا صدمہ سہتے ہوئے ہیں۔

فتح بی بی صاحبہ ٹھیک تیس سال کی عمر میں ۳ جنوری سنہ ۱۹۴۴ء کو اپنی ایک یادگار عزیز نور احمد ناصر (متعلم بی۔ اے۔ ٹی۔ آئی کالج ربوہ) چھوڑ کر مجھ سے اس دنیا میں ہمیشہ کی جدائی دے گئیں۔ یہ بچہ اُس وقت پانچ سال کا تھا۔ ان کی وفات پر میں گھر پر موجود نہ تھا جس کا قلق ہمیشہ رہا اور رہے گا۔ مرحومہ بے حد خوبیوں والی بیوی تھیں جن کے متعلق میں پھر کسی وقت کچھ عرض کر سکوں گا۔

مسعود بی بی مرحومہ سے میرا نکاح ۱۳ر اکتوبر سنہ ۱۹۴۵ء کو ہوا۔ ۲۸ر اکتوبر کو رخصتانہ لیکر اپنے گھر چک ۲۹۶ ای۔ بی ضلع ملتان میں لایا۔ رخصت کے چند ایام گذار کر میں اپنی ملازمت پر چلا گیا۔ اور مرحومہ پھر چند ماہ کیلئے اپنے والدین کے پاس چلی گئیں۔ جولائی ۱۹۴۶ء کے وسط میں اپنی ملازمت سے فارغ ہو کر دوبارہ اپنے گھر آیا اور تیرہ ماہ میرے پاس ٹھہریں اسی عرصہ میں میری بڑی بچی عزیزہ ناصرہ مرحومہ پیدا ہوئی۔ ۲۰ر جون سنہ ۱۹۴۷ء کو ۲ ماہ کی بچی کے ساتھ اپنے والدین کو ملنے کیلئے وطن چلی گئیں۔ پھر سنہ ۱۹۴۷ء کا ہنگامہ ہوا اور میں اپنے بیٹے عزیز نور احمد ناصر کو اپنے والدین کے پاس چھوڑ کر قادیان چلا آیا۔ مرحومہ اپنے والدین اور رشتہ داروں کے ساتھ دو ماہ تک لدھیانہ کیمپ میں مصیبتیں برداشت کرتی ۱۲ر اکتوبر سنہ ۱۹۴۷ء کو اپنے گھر ضلع ملتان پہنچیں۔ وہاں جا کر معلوم ہوا کہ میں قادیان جاچکا ہوں چار سال تک اپنی والدہ محترمہ کو اپنے پاس رکھا اور نہایت صبر اور رضاء کے ساتھ وقت گزارا۔ میرے والد صاحب کا بھی میرے یہاں آنے کے تین ماہ بعد انتقال ہو گیا۔ اور مرحومہ کی گود کی بچی بھی پونے دو سال کی ہو کر اللہ تعالیٰ کو پیاری ہوئی۔ ۲۸ر جون سنہ ۱۹۵۱ء کو والدہ محترمہ مرحومہ میری بیوی اور بچے (؟) میرے ایک عزیز کی معیت میں قادیان میں سب سے پہلے آنیوالی فیملیوں میں قادیان آگئے۔

ثانیاً اللہ تعالیٰ نے مجھے انکے بطن سے تین بیٹے اور تین بیٹیاں دیں۔ جو اس وقت سب کے سب زندہ ہیں۔ سب سے آخری بچی کی پیدائش پر چند گھنٹے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو گئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ میں نے خدا تعالیٰ کے فضل اور اُسی کی دی ہوئی توفیق سے ان دونوں بیویوں کی وفات پر صبر کیا اور اللہ تعالیٰ کی رضاء پر راضی ہو رہا لیکن دل بعید صدمہ محسوس کرتا ہے جو ایک طبعی بات ہے۔ ورنہ میں تو قادیان میں خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنی قربانی بخوشی دینے کو آیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے بھید ہوتے ہیں اُس نے قربانی لی ہے لیکن میری ذات کی قربانی سے بڑی سخت۔ چھوٹے سارے بچے میرے دئیے۔ پالنے والا تو خدا ہی ہے لیکن اس ذمہ داری کے تصور سے بھی رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ گھر کا نظام درہم برہم ہو گیا۔ میرا جسم اس صدمے کی تاب لانے کے قابل نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی میری مدد کرے۔ بڑی تکلیف دہ بات یہ ہے کہ قادیان کا چودہ سالہ زمانہ جو مرحومہ نے گذارا بڑی سختیوں کا زمانہ ہے۔ ان سختیوں کو برداشت کرتے ہوئے آخر ان کی تابعہ لاکر اللہ کے حضور حاضر ہو گئیں۔ بڑی خوشی کی بات یہ ہے کہ گو ہر قسم کی سختیاں برداشت کیں لیکن خاتمہ بالخیر ہوا۔ الحمد للہ بہشتی مقبرہ مرحومہ کی آخری خوابگاہ بنی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مومن عورت کی زچگی کی تکلیف میں وفات کو شہادت کی موت قرار دیا ہے۔ یہ باتیں ہمارے لئے بہت بڑی ڈھارس کا موجب ہیں۔ اگر کوئی لمبی زندگی پائے لیکن خاتمہ بالخیر نہ ہو تو وہ زندگی اس کو کیا فائدہ دے سکتی ہے لیکن اگر خاتمہ بالخیر ہو جائے تو گو جوانی کی عمر میں بھی موت آجائے تو وہ مختصر زندگی کام آگئی۔ سو الحمد للہ کہ ہم راضی ہیں۔ اور اپنے مولا سے اس صبر کے اجر کے امیدوار رہیں۔ بچے بھی اسی کے دیئے ہوئے ہیں وہی ان کا نگران و والی ہے۔ ہماری تدبیریں یا ہماری نگرانیاں کوئی حقیقت نہیں رکھتیں۔

میری بڑی بیوی سے صرف ایک بچہ اس کی یادگار رہا۔ اس بیوی سے بڑی لڑکی جو تھی وہ بھی فوت ہو گئی۔ لیکن قادیان میں خدا تعالیٰ نے جتنے بچے دیئے سب ہی میرے پاس ہیں۔ اور ماشاء اللہ میرا گھر کون سا بھرا ہوا ہے میں ہمیشہ ہی ان بچوں کو دیکھ کر کہا کرتا ہوں کہ یہ میری درویشی کی برکت ہے۔ میرے پہلے بچے سوائے ایک کے سب فوت ہو چکے ہیں اللہ تعالیٰ نے قادیان کی برکت سے میرا گھر بچوں سے بھر دیا۔ اب کیا ہوا جو وہ اپنی مشیت کے ماتحت بیوی کو لے گیا۔ خدا تعالیٰ کے فضل پر مومن ناراض نہیں ہوتا۔ اس کی رضاء کیلئے کامل صبر کرنا ہمارا کام ہے۔

میرے پاس ان چند دنوں میں ہی ایک معقول تعداد ۴۴ تعزیتی خطوط کی موصول ہو چکی ہے۔ بیوی کی اچانک جدائی کا اثر میری طبیعت پر ہے بچوں کی دیکھ بھال میں بھی وقت صرف ہوتا ہے۔ چھوٹا بچہ رات کو بہت تنگ کرتا ہے بڑی لڑکی عزیزہ مریم جس کو میں نے یتیم ہونے کی حالت میں پرورش کیا اور عزیز بڑے بیٹے سے آنکھیں شادی کر دی وہ پہلے ہی بیمار تھی اب اس شدید صدمہ کی وجہ سے بہت ہی متاثر ہوئی ہے لہذا گھر کا کوئی بھی کام اچھی طرح نہیں کر سکتی کئی دن تک تو انکی زندگی کے لالے پڑے رہے سو دست اس ظاہری سہارا سے بھی محروم ہوں اس طرح فی الحال میں اپنے ان محسنوں کو جنہوں نے تعزیتی خطوط کا جواب بھی دینے سے قاصر ہوں۔ لیکن کوشش ضرور کروں گا کہ اپنے ان سب بھائیوں کا شکریہ فرداً فرداً بھی کروں جنہوں نے اس نازک وقت میں میرے ساتھ ہمدردی کر کے میرے ساتھ حوصلہ کو بلند رکھنے کی کوشش کی۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء میں بڑے ہی ممنون ہوں اپنے بزرگوں اور دینی بھائیوں اور بہنوں کی خدمت میں دعا کیلئے ملتمس ہوں کہ وہ میرے لئے اور میری سب اولاد کیلئے اور عزیزہ مریم کیلئے دعا فرما دیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ اپنی رحمت اور فضل کے سایہ میں رکھے۔ اور ہم خدا تعالیٰ کا شکر ہی ادا کرنے والے ہوں اور بے صبری سے کوئی ہم ایسا فعل سرزد نہ ہو جائے جو خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب ہو۔

مرحومہ کے لئے بھی دعائے مغفرت کی درخواست کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انکو اپنی جوار رحمت میں لے لے۔ اور ہر آن انکے مدارج بلند فرماتا رہے۔

قادیان میں حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ اس موقعہ پر بے حد ہمدردی کا سلوک کیا جس کے شکریہ کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ ہر رنگ میں وہ میرے لئے تسکین کا موجب بنے۔ اللہ تعالیٰ انکو دین و دنیا میں خوشیاں ہی خوشیاں دکھاتا چلا جائے۔ اور اپنے پاس سے ایسی ہزاروں رحمتوں سے نوازے جو میرے مولا کے شان کے شایاں ہوں۔ آمین۔

اسی طرح میرے دوسرے درویش بھائیوں نے بھی میرے ساتھ انتہائی ہمدردی کا اظہار فرمایا۔ محترم امیر صاحب مقامی سے لیکر ہر درویش نے مجھ سے بڑی ہمدردی کی بعض دوست تو بار بار میرے گھر آ کر میری اور بچوں کی ڈھارس کا موجب ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے۔ آمین۔

سب سے زیادہ دعا میرے دینی بھائی یہ فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میری اس قربانی کو جو غیر معمولی حالات میں مجھ سے خدا تعالیٰ نے لی ہے قبول فرمائے۔ اور اسکے اجر میں کمی نہ کرے بلکہ زیادہ سے زیادہ مقبول فرمائے۔

شذرات : — از محترم مولوی کلیم اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

چین و پاکستان سے انتقام لینے کی خواہش

بدن میں آگ لگا کر خودکشی کرنا ایک قدیم دستور چلا آرہا ہے۔ البوریحان البیرونی جب ہندوستان آئے تو انہوں نے بھی کئی جگہ ہندوؤں کو اس طرح خودکشی کرتے دیکھا۔

خدا بھلا کرے قدامت پرستی کا کہ اس علم و تہذیب کے دور میں بھی کچھ لوگ خودکشی کے اس وحشتناک طریق کو زندہ کر رہے ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ پہلے لوگ دیوی اور دیوتاؤں کو خوش کرنے کے لئے اس طرح خودکشی کیا کرتے تھے۔ لیکن آجکل جو لوگ خودکشی کا وہ پرانا طریق اپنا رہے ہیں ان کا مقصد کچھ اور ہوتا ہے آجکل کچھ لوگ تو اس نیت سے اس طرح خودکشی کرتے ہیں کہ عوام اس سے مشتعل ہو جائیں۔ اور اپنی حکومت کا تختہ پلٹ دیں۔ جیسا جنوبی ویتنام میں ہوا۔ لیکن اس سے دلچسپ ہمارے بھارت کی روایات ہیں۔ یہاں مدراس میں ایک شخص نے محض اسلئے اس طرح خودکشی کی کہ وہ ہندی کے خلاف اپنے شدید غم و غصہ کا اظہار کرنا چاہتا تھا اور یو پی میں ایک شخص نے محض بڑھتی ہوئی گرانی کے خلاف اپنے غیظ و غضب کا اظہار کرتے ہوئے اسی طرح خودکشی کر لی لیکن ان تمام واقعات سے زیادہ دلچسپ شمالی گجرات کا واقعہ ہے۔ یہاں کے "دھین" نامی گاؤں میں ۵ مارچ کو ایک ہندو نوجوان نے محض اس نیت سے اپنے جسم میں آگ لگا کر خودکشی کر لی کہ وہ نیا جنم لے کر چین اور پاکستان سے انتقام لینا چاہتا ہے۔

یقیناً اس نوجوان کے خیال میں جو قدرت پائی جاتی ہے وہ دوسرے اقوام میں نہیں ملتی۔ ہندو عقیدہ کے مطابق ایک ناکھ چوراسی ہزار یونیاں ہیں جن میں باری باری ارواح داخل ہوتی رہتی ہیں۔ انہیں یونیوں میں سے ایک یونی انسان کی ہے۔ اس عقیدے کے مطابق یہ ضروری نہیں کہ ایک انسان کی روح اس کے جسم سے نکل کر پھر انسان ہی کے قالب میں نمودار ہو۔ ہو سکتا ہے کہ وہ اور کسی یونی میں داخل ہو جائے۔ اگر خدانخواستہ اس نوجوان کی روح بھی انسان کے علاوہ جمادات۔ نباتات یا حیوانات کے چکر میں پھنس گئی۔ تو نہیں کہہ سکتے کہ پھر وہ نوجوان چین و پاکستان سے بدلہ لینے کے قابل کیسے ہو سکے گا؟

بالفرض محال اگر ہم یہ تسلیم کریں کہ وہ نوجوان پڑا دھرماتما تھا اور پنر جنم میں وہ "پرسورام" جیسا سورما بن کر پیدا ہونے والا ہے تو کیا اس بات کا بھی یقین کر لیا جائے گا کہ جب تک وہ دوسری یونی میں جائے گا۔ بچپن کے دور سے گذرے گا۔ عالم شباب میں داخل ہوگا لڑنے جنگ میں مہارت حاصل کرے گا اس وقت تک چین اور پاکستان کا وجود اس روئے زمین پر باقی رہے گا۔ اور وہ بھی ایسے ہی پاپی اور اتیا چاری کے روپ میں۔

ہندو عقیدے کے مطابق اس کے لئے کم سے کم پچیس سالوں کی مدت چاہیئے کیونکہ اس دھرم میں "برہم چاریہ" کی کم سے کم مدت یہی بتائی گئی ہے۔ اس صورت میں کم سے کم اور پچیس سال چین و پاکستان کو اسی جارحانہ و ظالمانہ عزائم کے ساتھ اس زمین پر زندہ رہنے کا موقعہ ملنا چاہیئے۔ حالانکہ ہم کسی ظالم کے لئے اتنی لمبی زندگی کے خواہش مند نہیں ہو سکتے۔

اسلام نے ہمیں اس طرح کسی سے انتقام لینے کی اجازت نہیں دی۔ وہ سب کا عروج و زوال کے متعلق ایک ہی سنت اللہ کا ذکر کرتا ہے جس کی بنیاد تاریخی حقائق پر ہے۔ اور وہ ہے

لولا دفع اللہ الناس بعضهم ببعض لهدمت صوامع وبيع وصلوات ومساجد يذكر فيها اسم اللہ كثيرا۔

اور اگر اللہ کی طرف سے بعض انسانوں کے لئے بعض کی طرف سے مدافعت کا سامان نہ کیا جاتا تو عیسائیوں اور یہودیوں کی عبادت گاہیں اور مسجدیں برباد کر دی جاتیں جن میں کثرت سے خدا کا ذکر کیا جاتا ہے۔

اسی قانون کے مطابق ہر حکومت کچھ دنوں کے بعد اپنا نامۂ اعمال لے کر حوادث زمانہ کا شکار ہو جاتی ہے کہ اور تاریخ صرف اس کا عبرت انگیز ذکر رہ جاتا ہے یہی ہوتا آیا ہے اور یہی ہوتا رہے گا۔

تہذیب و ثقافت پر ڈاکہ زنی

ایک ریسرچ اسکالر شری میاں پی۔ این اوک کی تحقیق کہ لال قلعہ دہلی سے لے کر بیجاپور تک کی تمام قدیم عمارات جو اسلامی عہد کی طرف منسوب ہیں۔ دراصل یہ ہندو راجپوت عہد کی یادگار ہیں۔

واللہ کیا بات پیدا کی ہے آپ نے۔ پہلے تو ہم محض "شعراء کرام" کو ان الفاظ میں داد دیا کرتے تھے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ اب مورخوں میں بھی شاعرانہ ذوق طول کر گیا ہے۔ اور وہ بھی اپنے گردوپیش سے بے خبر ہو کر اپنا "نتیجۂ فکر" پیش کرنے لگے ہیں میرا خیال ہے کہ اگر آپ کی یہ تحقیق درست ہے تو ہم ہندوستانیوں کو چاہیئے کہ آپ کے لئے "نوبل پرائز" کی سفارش کریں۔ موہنجوداڑو۔ ہڑپہ۔ ٹیکسلا۔ سارناتھ اور نالندہ کی دریافتوں سے بھی زیادہ اہم دریافت آپ کا یہ "نتیجۂ تحقیق" ہے

مگر تعجب یہ ہے کہ آپ نے "تاج محل" کو کسی ہندو عہد کا شاہکار کیوں نہیں قرار دیا۔ اس کے مینار سے پر جلال گنبد۔ اونچی چوکی۔ سنگ تراشی کے نمونے بڑے بڑے۔ فوارے۔ مسجد اور قرآن پاک کی آیات۔ یہ سب تو ہندو عہد ہی کی غمازی کر رہے ہیں۔

تاج محل کی صورت سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ اور لال قلعہ وغیرہ ایک ہی فن تعمیر کے الگ الگ نمونے ہیں یا یہ سب ایک ہی تہذیب کی الگ الگ یادگاریں ہیں۔ پھر معلوم نہیں کہ یہ عمارت ہندو عہد کی تعمیرات میں شامل کیوں نہیں کی گئی۔ ممکن ہے کہ مورخ مذکور نے یہ محسوس کیا ہو کہ یہ اتنا بڑا نوالہ ہے جو حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ لہذا اس کو الگ ہی دینا چاہیئے۔

یہ جو کہتے ہیں کہ مانگا ہوا لباس بدن پر چست نہیں آتا۔ یہی بات ہندو تہذیب اور ان عمارات پر صادق آتی ہے۔ یہ ہندوستان میں ہندو تہذیب کے بہت سے نمونے موجود ہیں۔ جیسے متھرا۔ ہردوار اور بنارس کے مندر۔ یا "دولت آباد" کے قلعہ کا وہ حصہ جو ہندو راجہ کی طرف منسوب ہے۔ ان تعمیرات کا اسلامی عہد کی مسجدوں اور قلعوں سے مقابلہ کیجیئے۔ ایک میں سچ مچ روشنی نظر آنے گی تو دوسرے میں تاریکی۔ ایک میں بارش اور دھوپ سے بچنا بھی مشکل ہوتا ہے تو دوسرے میں ہوا بھی مشکل ہی سے گذر پاتی ہے۔

ہندو یادگاروں کے بعد ہندوستان میں بہت سی یادگاریں بودھ عہد کی بھی پائی جاتی ہیں۔ جیسے اجنٹہ کے غار۔ مگر ان یادگاروں کا اسلامی ذوق یا اسلامی تہذیب سے کیا واسطہ؟

یہ تو ہمارے ریسرچ اسکالروں کے ریسرچ کی ابتداء ہے۔ یہ سلسلہ جاری رہا تو وہ دن بھی آنے والا ہے جب اہرام مصر۔ ٹاور آف پیسا اور امپائر سٹیٹ بلڈنگ آف امریکہ یہ سب ہندو عہد کی یادگار کہلائیں گی۔ پھر یہ ان محققوں کے نزدیک یہ تو مسلّم ہے کہ مغربی تہذیب سے پہلے آریہ قوم ایک مرتبہ ساری دنیا کو تاخت و تاراج کر چکی ہے۔

چاند پر چڑھائی کا شوق

شعراء تو جستجوئے یار میں بارہ نوردی کیا ہی کرتے تھے۔ مگر معلوم نہیں کہ آج کل کے سائنسدانوں کے شعراء کرام کے معشوقہ کل فی الکل "چندا ماما" بی بی سے کیا کچھ عشق ہو گیا ہے کہ اب وہ بھی اس کے وصال کی تڑپ میں اپنا گھر بار سب کچھ لٹانے پر تیار نظر آتے ہیں۔ شعراء کرام کے پاس تو الفاظ اور خیالات کی دولت تھی۔ اور وہ اپنی یہی دولت کسی ماہرو مہ جبین اور ماہ پیکر کی تعریف و توصیف میں لٹایا کرتے تھے۔ مگر خدا کی مہربانی سے سائنسدانوں کے پاس تو حسن و دولت کی کچھ کمی نہیں۔ پھر یہ کہ بڑی بڑی سرمایہ دار حکومتیں ان پر مہربان ہیں۔ بھلا یہ آستانۂ محبوب پر پہنچنے کے لئے گھر بار لٹانے میں کسی سے پیچھے کیوں رہنے لگے۔

چنانچہ یکم فروری کو امریکی سائنسدانوں نے اپنا ایک قاصد چاند بی بی کی طرف روانہ کیا۔ جس کا نام "Ranger" تھا۔ اس کے ذمہ صرف یہ خدمت سپرد کی گئی تھی کہ یہ چاند کے قریب پہنچ کر اس کے چہرۂ زیبا کی چند عدد تصویریں اتار لے ان سائنسدانوں یا ان کی مہربان حکومتوں کا حوصلہ دیکھیئے کہ انہوں نے اس مختصر سے شوق محبت پر ایک سو اٹھارہ ملین ڈالر خرچ کر ڈالا۔ لیکن ایسے عشقبازوں کی قسمت میں ناکامی توازل سے لکھی ہی ہے۔ چنانچہ ان کا یہ تیز رفتار اور خودکار سفیر بھی اس "ماہ طلعت" کا فوٹو لینے میں بالکل ناکام رہا۔ اور چاند بی بی کے یہ ناز نخرہ اور عشاق اپنا سا منہ لے کر پھر اپنی اپنی لیبارٹری میں گھس گئے۔

یہ چاند کی طرف بھیجے جانے والے سیاروں میں تیسرا "سیارہ" تھا پہلا سیارہ روس نے ۱۹۵۹ء میں بھیجا تھا یہ لقا بھی روس کا جھنڈا لیتا ہوا چاند سے جا ٹکرایا۔ دوسرا سیارہ ۱۹۶۲ء میں امریکی سائنسدانوں نے بھیجا۔ مگر وہ راستے ہی میں تباہ ہو گیا یہ تیسرا سیارہ چاند پر پہنچا ضرور۔ مگر حاصل کچھ نہیں ہوا ۔۔۔ پھر معلوم دنیا

جلسہ یوم مصلح موعود قادیان (بقیہ صفحہ اول)

نمائی کی عالمگیر دعوت کا اشتہار شائع فرمایا جس کی بہت سی کاپیاں اردو سے انگریزی میں ترجمہ کرکے یورپ اور امریکہ کے نامور لیڈروں اور مذہبی پیشواؤں کو بذریعہ رجسٹری بھجوائے جس پر قادیان کے بعض غیر مسلموں نے قادیان ہی میں حضور علیہ السلام سے نشان کا مطالبہ کیا۔ چنانچہ اس مطالبہ پر ادھر بالقاء الہٰی پہلے ہی حضور کا کسی الگ جگہ پر جاکر چلہ کرنے کا ارادہ تھا چنانچہ حضور نے ۱۸۸۶ء کے آغاز میں ہوشیارپور جاکر چالیس روز اسلام کی سربلندی اور اس کے احیاء کے لئے آسمان میں تیرآنے کے لئے متضرعانہ دعائیں کیں۔ اور ان دعاؤں کو قبول فرماتے ہوئے حضور کو ایک اعلیٰ صفات سے متصف لڑکا عطا کئے جانے کی بشارت دی۔ جسے حضور نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو شائع فرمایا۔

اس کے بعد اشرف علی صاحب نے پیشگوئی دربارہ مصلح موعود کا متن پڑھ کر سنایا۔ پھر مکرم مولوی محمد یوسف صاحب فاضل نے پیشگوئی کے الفاظ "وہ علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا" کے متعلق تقریر کی۔ جس میں انہوں نے علوم ظاہری و باطنی سے پر کئے جانے کے ثبوت میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود ایدہ الودود کی تالیف زمودہ تفسیر کبیر اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تفسیر نویسی کا چیلنج تفصیل سے ذکر کیا اور آخر میں تین کو چار کرنے کے متعلق مختلف تشریحات کا اختصار سے ذکر کیا۔

بعد ازاں مکرم مولوی منظور احمد صاحب نے پیشگوئی کے الفاظ "جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا" کے متعلق تقریر کی اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے عہد خلافت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیان فرمودہ زلازل کے متعلق بعض ان جلالی پیشگوئیوں کا ذکر کیا جو حضور انور کے زمانہ میں پوری ہوئیں نیز حضور ایدہ اللہ کے ذریعہ غیر مبائعین، فتنہ مستریاں۔ فتنہ احرار کی ناکامیوں کا تفصیل سے ذکر کیا۔

پھر مکرم انصار احمد صاحب متعلم جامعہ احمدیہ نے پیشگوئی کے الفاظ "ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا" کے متعلق تقریر کی جس میں آپ نے حضرت امیر المومنین المصلح الموعود کی ابتدائی زمانہ میں خرابیٔ صحت، اور مروجہ تعلیم حاصل نہ کرسکنے کے باوجود آپ نے اپنے کو دکھائے جو محض خدا تعالیٰ کی غیر معمولی نصرت اور تائید کا نتیجہ تھے اس سلسلہ میں مقرر نے مبائعین مستریاں کی فتنہ انگیزیوں اور احرار کی خدید مخالفت اور سب کی ناکامی کا تفصیل سے ذکر کیا اور الفاظ "ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے" کے الفاظ کی تشریح کے طور پر حضور ایدہ اللہ کی دعاؤں کی قبولیت اور آپ کے کلام الٰہی کے شرف سے مشرف کئے جانے کو بالتفصیل بیان کیا۔

اس کے بعد شبیر احمد متعلم مدرسہ احمدیہ نے نظم پڑھی۔ پھر مکرم عبد الماجد صاحب بی۔ اے نے حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ تعالیٰ عظیم شخصیت کے موضوع پر ایک مختصر سی تقریر کی اور بعد ازاں مکرم مولوی خورشید احمد صاحب پربھاکر نے پیشگوئی کے الفاظ

"اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا"

کے متعلق تقریر کی۔ جس میں حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں کے ذریعہ اکثر بیماروں کی شفایابی کا ذکر فرمایا۔ اور الفاظ پیشگوئی کے دوسرے مفہوم کہ وہ مسیحی صفات اپنے اندر رکھتا ہوگا کی۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے واقعات صلیب، ہجرت، سیاحت وغیرہ واقعات کے ساتھ بہت مشابہت بتاتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے پر قاتلانہ حملہ، ہجرت اور سفر یورپ کا ذکر فرمایا

اس کے بعد مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب فاضل بقاپوری نے پیشگوئی کے الفاظ "دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ ظاہر کرنے والا ہوگا" کے متعلق تقریر فرمائی۔ آپ نے آیت قرآنی هو الذی ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله ولو كره المشركون کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ مفسرین قرآن بالاتفاق اس آیت میں مذکور غلبہ دین کو مسیح موعود کے زمانہ سے متعلق قرار دیتے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی جب دین اسلام کی تائید و نصرت کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کیں تو آپ کو مصلح موعود کی بشارت دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اسے دین اسلام کا شرف ظاہر کرنے والا قرار دیا اور جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس پیشگوئی شائع فرمایا تو معاندین اسلام نے اس کا مضحکہ اڑایا مگر جب اس پیشگوئی کے ماتحت مصلح موعود کی پیدائش ہوئی تو دین اسلام سے اس کا مضحکہ اڑایا مگر جب اس پیشگوئی کے ماتحت مصلح موعود کی پیدائش ہوئی تو دین اسلام کا شرف ظاہر ہو گیا۔ تقریر جاری رکھتے ہوئے فاضل مقرر نے پیشگوئی کے اس حصہ کی مزید تشریح میں حضرت امیر المومنین کے تفسیر القرآن کے مضمون پر مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے کے ریویو فرمانا ذکر کیا۔ اسی طرح ویمبلے کانفرنس لندن میں پڑھے گئے مضمون "احمدیت حقیقی اسلام" مبوزم کے متعلق حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے مضامین نظام نو اور اسلام کا اقتصادی نظام کا بالتفصیل ذکر فرمایا۔ اور تقریر کے دوسرے حصہ میں الفاظ پیشگوئی "و کلام اللہ کا مرتبہ ظاہر کرنے والا ہوگا" کے ضمن میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے الہام و کلام سے مشرف کئے جانے اور تفسیر کبیر کے نام سے شاندار تفسیر لکھنے اور مخالفین کو تفسیر نویسی کے چیلنج دیئے جانے کو تفصیل سے پیش کیا اور بتایا کہ حضور نے عام اعلان فرمارکھا ہے کہ جو شخص بھی اسلام کے متعلق جو کوئی اعتراض کرے میں اس کو قرآن کریم ہی سے تسلی بخش جواب دوں گا۔ اس سے بھی کلام اللہ کا عظیم مرتبہ ظاہر ہے۔

اس کے بعد مکرم صلاح الدین صاحب ایم۔ اے نے الفاظ پیشگوئی "زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی" کے متعلق تقریر فرمائی جس میں آپ نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے عہد خلافت میں دنیا کے اکثر ممالک میں جماعت احمدیہ کے پھیل جانے۔ مساجد۔ مدارس مشنوں کے قیام اور علاقہ ملکانہ میں ارتداد کا شاندار مقابلہ اور براعظم افریقہ کے علاقوں میں احمدی مبلغین کی مسیحی مشنریوں کے مقابل میں شاندار کامیابی کا تفصیل سے ذکر فرمایا۔

آخر میں صاحب صدر نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرنے اور ان کے اسوہ حسنہ کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالنے کی تلقین فرمائی۔ اور آخر میں اجتماعی دعا کے بعد یہ مبارک تقریب تقریباً بارہ بجے اختتام پذیر ہوئی۔

(مرتبہ خاکسار رشید احمد ناصر گیانی بی۔ اے قادیان)

خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں (مینیجر)

فتح و ظفر کے پچاس سال

(بقیہ صفحہ ۲)

بہرہ ور کرنے کی بھی ضرورت ہے تاہم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود کا جماعت پر یہ ایک ایسا احسان ہے کہ اس نے اس زمانہ میں جماعت کی ضروریات کے لئے ایک مضبوط اور پناہ گاہ بنادی اور جو مستورات تحریکات سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہو سکتی ہیں۔

(۱۲)

پیشگوئی دربارہ مصلح موعود میں اصلاح اور آسمانی کے ظہور کی اغراض و مقاصد واضح کرتے ہوئے ابا یہ بتایا گیا ہے کہ:

"تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں
لاتے اور خدا کے دین اور اس کی کتاب
اس کے پاک رسول محمد مصطفےٰ کو انکار
اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی
موعود کے وجود سے ایک کھلی نشانی ملے"۔

حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے زمانہ خلافت میں اس اہم امر کی طرف بھی متعدد مرتبہ توجہ فرمائی کہ اب تک ایک انسانی شخصیت کی حقیقی بلند شان اور اعلیٰ مرتبہ ناواقفیت کی بنا پر اور بعض دوسروں کے کہنے سننے کے نتیجہ میں اس کی شان میں گستاخانہ باتیں بھی زبان پر لے آتا ہے۔ اگر صحیح علم سے آگاہ کر دیا جائے تو ایسے خطرناک رجحان کا رخ مڑ سکتا ہے چنانچہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ملک واسیوں کے دلوں اور دماغوں سے حضرت مقدس بانیٔ اسلام محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں نفرت کے جذبات و خیالات دور کرنے کے لئے ایک نہایت بابرکت تحریک چلائی۔ آپ نے اپنی جماعت کو حکم دیا کہ جماعت اپنی اپنی جگہ پر سال میں ایک دن اجتماعی طور پر سیرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم یا دکر نے کے جلسے منعقد کریں۔ ان جلسوں میں خصوصیت کے ساتھ غیر مسلم تعلیم یافتہ شرفاء کو شرکت کی دعوت دی جائے۔ اور انہیں اپنے سٹیج پر اس امر کا موقع دیا جائے کہ مقدس بانیٔ اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے بارہ میں اپنے خیالات کا اظہار کریں۔ اس مبارک تحریک پر ایک لمبا عرصہ گذر رہا ہے۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے باقاعدہ طور پر ہر سال ایسے جلسے منعقد ہوتے ہیں اور اپنے اپنے حالات کے مطابق غیر مسلم تعلیم یافتہ حضرات کو دعوت دی جاتی ہے۔ خدا کے فضل سے یہ تحریک نہایت ہی کامیاب ثابت ہوئی ہے۔ اس کی کامیابی کا ایک واضح اور نا قابل تردید ثبوت یہ ہے کہ اس تحریک کے آغاز سے پہلے عامۃ المسلمین ہر سال ربیع الاول کے مہینے میں مولود شریف کی محفلیں منعقد کرتے جو محض رسم اور بدعت کا رنگ رکھتی تھیں ان سے کوئی حقیقی فائدہ حاصل نہ ہوتا۔ انہیں لوگوں نے جب جماعت احمدیہ کو سیرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ۲

۲- جلسے منعقد کرتے دیکھا اور اس کے بیش قیمت فوائد پر نگاہ کی تو آج ان لوگوں کی وہ محفلیں بھی سیرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم کے تذکرہ میں بدل گئی ہیں۔ اس بات کا زبان سے خواہ کوئی اقرار کرے یا نہ کرے۔ لیکن یہ حقیقت ہے جس کی طرف ہم نے اشارہ کیا۔

(باقی)

یوم مصلح موعود کی مبارک تقریب پر

مختلف مقامات پر ایمان افروز کامیاب جلسے

(۳)

حیدرآباد دکن

مرکز کے اعلان کے مطابق حیدرآباد میں مقامی مجبوریوں کے پیش نظر بجائے ۲۰ فروری کے ۲۹ فروری ۱۹۶۴ء بروز ہفتہ "جلسہ یوم مصلح موعود" منایا گیا۔ مقامی اخبارات و اشتہارات کے ذریعہ جلسہ کی تشہیر کی گئی۔ لاؤڈ سپیکر کا معقول انتظام تھا۔ جلسہ ٹھیک ½ ۸ بجے محترم سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت حیدرآباد و سکندرآباد کی صدارت میں شروع ہوا۔ خاکسار کی تلاوت اور مکرم منصور احمد صاحب کی نظم کے بعد پہلی تقریر مکرم حافظ صالح محمد الٰہ دین صاحب پی۔ایچ۔ڈی (امریکہ) نے فرمائی۔ آپ کی تقریر کا عنوان تھا "پیشگوئی مصلح موعود کا پس منظر" آپ نے نہایت شرح و بسط کے ساتھ اس مضمون پر روشنی ڈالی۔ آپ نے وہ روح پرور ماحول کا منظر پیش کیا جبکہ پیشگوئی مصلح موعود کا وقوع ہوا تھا۔ ۱۸۸۶ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خدا تعالیٰ کے منشاء کے ماتحت ہوشیارپور کا سفر اور وہاں چلہ کشی کے دوران حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک مبشر لڑکے کی بشارت کا ذکر فرمایا اس پیشگوئی کے مطابق ۱۸۸۹ء ۱۲ جنوری کو حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پیدا ہوئے۔ ۱۸۸۶ء سے ۱۸۸۹ء تک مخالفین کی طرف سے جو کہرام مچایا گیا تاریخ اس کی گواہ ہے۔ اور انکی خوشی بہت جلد دائمی کوفت میں تبدیل ہو گئی۔ اور آپ عین پیشگوئی کے مطابق پیدا ہوئے۔

دوسری تقریر مکرم میر احمد صادق صاحب جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ حیدرآباد نے فرمائی۔ آپ کی تقریر کا عنوان تھا "پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق" آپ نے قرآن مجید کی آیت وقل جاء الحق وزھق الباطل ..... الخ سے اپنی تقریر شروع کی۔ آپ نے کہا ایک وقت آتا ہے کہ دنیا میں تاریکی چھا جاتی ہے اور شیطان اپنے غلبہ پر مسرور ہوتا ہے لیکن جلد ہی ایسے وقت میں حق اپنی پوری جلوہ پاشیوں کے ساتھ کامل برکتوں کے ساتھ ظہور پذیر ہوتا ہے گو کہ اس وقت طاغوتی طاقتیں پورے زور کے ساتھ خدائے تعالیٰ کی قوتوں کو للکارتی ہیں پھر وہی ہوتا ہے۔ جو خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں بطور پیشگوئی فرمایا۔ کہ جب حق آتا ہے تو باطل اپنے سارے ساز و سامان کے ساتھ بھاگ جاتا ہے۔ اس کے بعد فاضل مقرر نے حضرت نعمت اللہ شاہ ولی کے حسب ذیل اشعار پڑھے ؎

غین و رے سال چوں گذشت از سال
بوالعجب کاروبارے بینم
[illegible] خواہم
[illegible] بینم
تا چہل سال اے برادر من
دور آں شہسوار می بینم
دور او چوں شود تمام بکام
پسرش یادگار مے بینم

ان اشعار کا ترجمہ پیش کرتے ہوئے نہایت سلجھے ہوئے انداز میں مقرر نے ثابت کیا کہ وہ موعود جس کی پیشگوئی کی گئی ہے وہ موعود جس کی ذات والا صفات سے اسلام کی ترقی وابستہ ہے وہ موعود جس کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی کہ عیسائیت کو شکست دے کر اللہ اکبر کے جھنڈے گاڑ دے۔ دنیا کے تاریک در تاریک گوشوں میں اللہ اکبر کا نعرہ بلند کرے۔ اور کفر کے کانوں میں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا نعرہ پھونک دے اور ایک ایسی جماعت قائم کرے جو اعلیٰ کردار۔ بلند عزائم اور ہر قسم کی قربانیوں کی اہلیت رکھتی ہو۔ آپ حضرت محمود ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہیں۔

تیسری تقریر مکرم سید جعفر حسین صاحب ایڈووکیٹ نے "مصلح موعود کے کارناموں" کے عنوان پر فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ نبی کی بعثت کے وقت تاریکی کا دور ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ کا نور اپنی روشنی پھیلاتا اور تاریکی کو دور کرتا ہے اور وہ نور خدا تعالیٰ کا نبی ہوتا ہے۔ جب نبی اپنا کام ختم کرنے لگتا ہے تو لوگ یہ یقین کرنے لگ جاتے ہیں۔ کہ یہ کام اب ختم ہے۔ آپ نے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات پر مسلمانوں کی حالت اور منافقین کے خیالات اور عین اس وقت پر حضرت صدیق اکبرؓ کا مسلمانوں سے خطاب فرمانا۔ بالکل اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت خلیفہ اول رضؓ کی وفات کے بعد جو حالات رونما ہوئے پیش کرتے ہوئے بتایا کہ حضرت مصلح موعود ہی تھے جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا کہ خواہ ساری دنیا مخالفت پر کمربستہ ہو جائے میں تیرے نام کو بلند اور روشن کرنے کے لئے ہمیشہ کوشاں رہوں گا۔ چنانچہ بتایا کہ حضرت محمود ایدہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ مقرر ہونے کے بعد سے آج تک ہر نازک موقعہ پر جس فراست اور دانائی سے آپ نے جماعت کی رہنمائی فرمائی اور جماعت کو ترقیات کے راستوں پر گامزن کیا۔ آپ ہی کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے آپ نے نہایت وضاحت کے ساتھ بتایا کہ کس نے اسلام اور احمدیت کی تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچایا اور کس نے قرآن کریم کے اصولوں کو اپنانے کے لئے اور اسلام کو مستحکم بنیادوں پر قائم کر سکے۔ اسلام کی عزت و ناموس کو بچانے کے لئے محمد رسول اللہ کا جھنڈا ساری دنیا میں لہرانے کے لئے صحابہ جیسی جاں نثار جماعت قائم کی۔ چنانچہ آج احمدی قرآن کو سینے سے لگائے۔ یورپ۔ امریکہ۔ افریقہ۔ وغیرہ کے کفرستان میں وحدت کی آواز بلند کر رہے ہیں۔ آخر میں فاضل مقرر نے ربوہ کا ذکر فرمایا کہ کس طرح آپ کی دعاؤں کے نتیجہ میں ایک بے آب و گیاہ و غیر معروف مقام آج کروڑوں کے لئے واجب الاحترام ہو گیا ہے۔ آج ہے کوئی ایسی ہستی دنیا میں جو ایسے بے مثال فیوض و برکات سے معمور ہو۔ اپنے اندر ایسی بے پناہ مقناطیسی کشش رکھتی ہو۔ اس کی دعاؤں میں غیر معمولی اثر و تاثیر ہو۔ پس حضرت مصلح موعود ہی ہیں جن کے عظیم الشان کارنامے تاریخ کبھی بھی بھلا نہ سکے گی۔

آخر میں الحاج محترم چوہدری مبارک علی صاحب نے تقریر فرمائی آپ کی تقریر کا عنوان تھا "تبلیغ اسلام دنیا کے کناروں تک" سب سے پہلے آپ نے قرآن مجید کی آیت لو تقول علینا بعض ..... الخ پیش کر کے اس امر کی وضاحت فرمائی کہ خدا تعالیٰ قرآن مجید میں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔ لوگ تجھے مجنون اور جنونی کہتے ہیں اور تجھ پر الزام باندھتے ہیں جو قرآن کریم میں درج ہیں یہ تیری طرف سے من گھڑت ہیں۔ تو ان لوگوں سے کہہ دے کہ ہمارا قانون تو یہ ہے کہ اگر کوئی ایسی بات کوئی شخص ہماری طرف منسوب کرے جو ہم نے نہیں کہی تو ہمارے دو زبردست ہاتھ اس کا پیچھا کرتے ہیں۔ ہم اس کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے ہیں۔ یعنی ہم اس کی ترقی روک دیتے ہیں۔ پھر ہمارا دوسرا ہاتھ اس کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیتا ہے۔ تم دیکھ لو گے کہ ایسا شخص ایسا نیست و نابود کر دیا جائے گا کہ کوئی اس کو ماننے والا باقی نہ رہے گا۔ پھر فرمایا کہ رسول اکرمؐ بطور نمونہ تمہارے سامنے ہیں اس کسوٹی پر مصلح موعود کی پیشگوئی کے مصداق مسیح موعود کے موعود بیٹے اور خلیفہ کو پرکھو۔ حضرت مصلح موعود نے بمقام ہوشیارپور خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر حلفیہ اعلان فرمایا کہ میں ہی مصلح موعود ہوں جس کے بارے میں مسیح موعودؑ کو پیشگوئی کے رنگ میں اطلاع دی گئی تھی۔ پھر فاضل مقرر نے حدیث شریف الیمین الفاجرۃ تدع الدیار بلاقع کہ جھوٹی قسم گھروں کو ویران کر دیتی ہے کو پیش کر کے فرمایا کہ یہ بات بڑی ہی قابل غور ہے کہ ایک شخص قسم کھاتا ہے اور اللہ اور اس کی نسبت ہر قسم کی ترقی کے دروازے کھول دیتا ہے وہ بڑھتا جاتا ہے۔ وہ زمین کے کناروں تک شہرت پاتا ہے اگر وہ اپنی ان قسموں میں سچا نہیں تو یہ ترقی اور سربلندی کیسی؟

اس کے بعد فاضل مقرر نے آپ کی تبلیغی کامیاب مساعی۔ اسلامی خدمات۔ حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم و حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عشق۔ مساجد کی تعمیر۔ نئے نئے مشنز کے قیام کا تفصیل سے ذکر فرمایا۔

آپ کی تقریر کے بعد محترم صدر نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود بنصرہ العزیز کی درازی عمر۔ صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا فرمائی۔ اور جلسہ برخاست ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

خاکسار محمود صادق
سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ حیدرآباد

ولادت اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے برادرم غلام حسین صاحب کو مورخہ ۲۳/۲ کو پانچویں لڑکی عطا فرمائی ہے۔ یہ ان کا آٹھواں بچہ ہے احباب اس مولودہ کی درازی عمر صالح اور والدین کے لئے قرۃ العین بننے کی دعا فرماویں۔ (ادارہ)

برائے داخلہ مدرسہ احمدیہ قادیان

احباب جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان توجہ فرمائیں

صدر انجمن احمدیہ قادیان مبلغین سلسلہ کی ضرورت کے پیشِ نظر ہر تعلیمی سال کی ابتداء میں "مولوی فاضل" کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے طلباء کا داخلہ مدرسہ احمدیہ میں کرتی رہی ہے لہٰذا اس سال بھی اس ضرورت کی تکمیل کے لئے طلباء درکار ہیں۔

اس لئے احباب جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان سے درخواست ہے کہ اپنے بچوں کو مدرسہ احمدیہ کے داخلہ کے لئے مرکز میں بھیجیں۔ داخلہ فارم نظارت ہذا سے ۲۵ر مارچ ۶۴ء تک حاصل کر کے مکمل اور صحیح خانہ پری کے بعد ۸ر اپریل ۶۴ء تک نظارت ہذا کو پہنچ جانا چاہیئے۔ اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل امور قابل توجہ ضروری ہیں۔

(۱) بچے کی تعلیم کم از کم مڈل اسٹینڈرڈ تک ہونی ضروری ہے۔

(۲) بچہ اردو زبان بخوبی لکھ پڑھ سکتا ہو۔

(۳) نیز قرآن کریم ناظرہ روانی سے پڑھ سکتا ہو۔

نوٹ:۔ صدر انجمن احمدیہ کی جانب سے چار وظائف بھی مقرر ہیں۔ جو طالب علم کی ذہنی، اخلاقی، تعلیمی اور اقتصادی حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے دیئے جائیں گے۔ خواہشمند احباب مقررہ تاریخ تک فارم پُر کر کے نظارت ہذا کو ارسال فرمائیں۔

ناظر تعلیم و تربیت قادیان

نصرت گرلز سکول قادیان کیلئے

بی۔ اے۔ بی ٹی ہیڈ مسٹرس کی ضرورت

تقسیم ملک کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان نے جب نصرت گرلز سکول قادیان کو از سر نو قائم کیا تو استانیوں کی ضرورت ان مخصوص حالات میں ایک ایسا مسئلہ تھا جس کا حل کرنا نہایت دشوار تھا۔ تاہم صدر انجمن احمدیہ اور نظارت تعلیم نے بہزار مصائب مدرسہ مذکورہ کے لئے استانیاں فراہم کیں۔ لیکن ان میں اکثر "ان ٹرینڈ" تھیں جنہوں نے محنت و جانفشانی کے ساتھ فرائض کی ادائیگی کی۔ لیکن جب تین چار سال قبل محکمہ تعلیم نے مدرسہ کی مستقل منظوری کے لئے یہ پابندی عائد کر دی کہ مدرسہ میں "ٹرینڈ" استانیاں تعلیم دیں۔ تو نظارت تعلیم کو پھر اس سلسلہ میں تگ و دو کرنی پڑی۔ اور گذشتہ تین چار سال میں اس کمی کو بھی کسی قدر پورا کیا۔ مگر ہیڈ مسٹرس کے عہدے کے لئے نظارت تعلیم سخت کوشاں ہے اور اس کے لئے اب تک کوئی مناسب استانی نہیں مل سکی۔ لہٰذا جماعتہائے ہندوستان کی بی۔ اے۔ بی ٹی بہنوں سے گذارش ہے کہ وہ مرکز کی اس اہم ضرورت کی تکمیل کے لئے پیش قدمی فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔ اور اس سلسلہ میں خواہشمند بہنیں مزید تفصیلات کے لئے نظارت ہذا سے رجوع فرمائیں۔

ناظر تعلیم و تربیت قادیان

نوٹ:۔ مدرسہ مذکورہ بالا کی ہیڈ مسٹرس کو مشاہرہ گورنمنٹ کے گریڈ کے مطابق دیا جائے گا۔

منقولات

ہماری بدبختی کی انتہا

دیش کے حالات کو دیکھتے ہوئے کئی بار تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پرماتما بھی ہم سے ناراض ہے یہی وجہ ہے کہ ہمارے لئے آئے دن کوئی نہ کوئی نئی مشکل پیدا ہوتی رہتی ہے۔ اور بعض تو ایسی جنہیں دیکھ کر یہ سمجھنا بھی مشکل ہو جاتا ہے کہ یہ سب کچھ کیوں ہو رہا ہے۔ راجیہ سبھا میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے ہمارے رکشا منتری شری چون نے بتایا کہ نو برس سے لے کر اس وقت تک ایسے سات ہوائی حادثے ہو چکے ہیں جن میں ہمارے فوجی افسر مارے گئے ہیں۔ اور اُن کی تعداد ۳۸ ہے۔ پچھلے دنوں کشمیر کے علاقہ میں جو ہوائی جہاز گم ہوا تھا اور جس میں ہمارے کئی فوجی افسر سوار تھے اُس کا ابھی تک سراغ نہیں ملا۔

یہ جواب اسقدر تشویش انگیز ہے کہ اُسے بیان کرنا مشکل ہے۔ چار ماہ کے اندر سات حادثے ہو جائیں۔ اور اُن میں ہمارے ۳۸ فوجی افسر مارے جائیں جن میں بعض نہایت اعلیٰ رتبہ کے تھے کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ کوئی بھی دیش اس قسم کے حادثوں کو نظر انداز نہیں کر سکتا۔ میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ ہماری سرکار کو بھی ان کے متعلق اتنی ہی تشویش ہے۔ جتنی کہ باقی لوگوں کو لیکن اس بات سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا کہ اتنے حادثوں کا ہو جانا ظاہر کرتا ہے کہ کہیں نہ کہیں ہمارے انتظام میں کوئی نہ کوئی خامی ہے۔ آخر کیا وجہ ہے کہ کسی دوسرے دیش میں اتنے ہوائی حادثے نہیں ہوتے خاص کر وہ جن کا تعلق فوج سے ہو۔ جتنے کہ ہمارے دیش میں۔ ہمارے پڑوس میں کئی ایسے دیش ہیں جن کی ہوائی فوج ابھی اتنی طاقتور نہیں ہوئی جتنی کہ ہماری۔ پاکستان کو چھوڑ کر جس نے امریکہ کی امداد سے اپنی طاقت بنائی ہے۔ دوسرا کوئی اور دیش ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ پھر بھی وہاں اتنے ہوائی حادثے نہیں ہو رہے۔ جتنے ہمارے یہاں۔ کیا یہ اس خیال کی تائید نہیں کرتے کہ ہمارے دیش میں غیر ملکی جاسوس زیادہ سرگرم ہیں۔ جتنے بھی حادثے ہوئے ہیں وہ زیادہ تر جموں اور کشمیر میں۔ اور ہر کوئی جانتا ہے کہ وہاں پاکستان کے جاسوس پھرتے رہتے ہیں۔ ایسی صورت میں حکومت کا یہ فرض ہے کہ وہ نہ صرف اُن کے متعلق پوری تحقیقات کرائے۔ بلکہ ایسے مؤثر اقدامات بھی کرے کہ یہ حادثات کا سلسلہ فوراً بند ہو۔ یہ اسی طرح چلتا رہا۔ تو لوگوں میں ناراضگی کا جذبہ اس قدر پھیل جائیگا جسے سنبھالنا حکومت کے لئے مشکل ہوگا۔ دیش کی جنتا اور سب کچھ برداشت کر سکتی ہے۔ لیکن اپنی فوج کا کسی قسم کا نقصان برداشت نہیں کر سکتی (ویریندر) (پرتاپ جالندھر ۱۲ ۲/۶۴)

پروگرام دورہ

مکرم مولوی جلال الدین صاحب نیر فاضل انسپکٹر بیت المال

جماعتہائے احمدیہ بہار و یوپی از ۲۰ ۳/۶۴ تا ۵ ۵/۶۴

مندرجہ ذیل جماعتہائے احمدیہ بہار و یوپی کے عہدیداران کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مکرم مولوی جلال الدین صاحب نیر فاضل انسپکٹر بیت المال مورخہ ۲۰ ۳/۶۴ تا ۵ ۵/۶۴ مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق بغرض پڑتال حسابات و وصولی چندہ جات کے سلسلہ میں دورہ کر رہے ہیں۔ امید ہے کہ جملہ عہدیداران کما حقہٗ تعاون فرما کر عنداللہ ماجور ہونگے۔

ناظر بیت المال قادیان

نمبر شمار	نام جماعت	تاریخ رسیدگی	قیام	تاریخ روانگی
۱	کٹک	[illegible]	-	۲۰-۳-۶۴
۲	بھوبھنیشور	۲۱-۳-۶۴	۲	۲۳
۳	موسیٰ بنی مائینز	۲۳	۲	۲۵
۴	جمشید پور	۲۶	۳	۲۹
۵	رانچی	۳۰	۱	۳۱
۶	بھاگلپور مع برہ پورہ	۱-۴-۶۴	۳	۴-۴-۶۴
۷	خانپور ملکی مع بلاری	۵	۲	۷
۸	مونگھیر	۸	۱	۹
۹	مظفرپور	۱۰	۱	۱۱
۱۰	بنارس	۱۲	۱	۱۳
۱۱	کانپور	۱۴	۳	۱۷
۱۲	چرگاؤں	۱۸	۱	۱۹
۱۳	رائٹھ	۲۰	۳	۲۳
۱۴	صالح نگر	۲۴	۲	۲۶
۱۵	ساندھن	۲۷	۲	۲۹
۱۶	کریل	۲۹	۱	۳۰
۱۷	ملی پور کھیرہ	۳۰	۱	۱-۵-۶۴
۱۸	لکھنؤ	۱-۵-۶۴	۲	۳
۱۹	دہلی	۴	۱	۵
۲۰	قادیان	۶	-	-

میرا اُنہی سے پیوند ہے جو اعانت و نصرت میں مشغول ہیں

از سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ بخل اور ایمان ایک ہی دل میں جمع نہیں ہو سکتے جو شخص سچے دل سے خدا تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے۔ وہ اپنا مال صرف اِس مال کو نہیں سمجھتا جو اُس کے صندوق میں بند ہے۔ بلکہ وہ خدا تعالیٰ کے تمام خزانوں کو اپنا سمجھتا ہے اور امساک سے دُور ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ روشنی سے تاریکی دُور ہو جاتی ہے...... مجھے خدا تعالیٰ نے بتایا ہے کہ میرا اُنہی سے پیوند ہے جو اعانت اور نصرت میں مشغول ہیں"۔

پھر فرمایا کہ

"تم دو چیزوں سے محبت نہیں کر سکتے اور تمہارے لئے ممکن نہیں کہ مال سے بھی محبت کرو۔ اور خدا سے بھی۔ صرف ایک سے محبت کر سکتے ہو۔ پس خوش قسمت وہ شخص ہے۔ کہ خدا سے محبت کرے۔ اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اُس کی راہ میں مال خرچ کرے گا۔ تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اُس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت برکت دی جائیگی۔ کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا۔ بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے پس جو شخص خدا کیلئے بعض حصہ مال کو چھوڑتا ہے وہ ضرور اُسے پائے گا"۔

مالی فرائض کی ادائیگی کے متعلق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مندرجہ بالا ارشادات سے واضح ہے کہ حضور احباب جماعت کو دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے لئے عملی تاکید فرماتے ہوئے یہ توقع رکھتے ہیں کہ احباب جماعت باوجود اپنی ذاتی و خاندانی ضروریات اور مشکلات کے دین کے کاموں کو مقدم رکھتے ہوئے مالی قربانیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ اگر ہمارے جماعت کے تمام دوست اس نکتہ کو صحیح طور پر سمجھ کر اس پر عمل پیرا ہوں تو یہ امر یقینی امر ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے احباب کی ذاتی اور خاندانی مشکلات کو اپنے فضل سے دور فرمائے گا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ دوست مالی قربانی کے میدان میں اپنا قدم آگے بڑھائے جائیں۔ اور اپنے ذمہ چندہ جات کو وقت پر ادا کر کے خدا تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں۔

جماعتوں کے صدر صاحبان اور سیکرٹریان مال کے علاوہ جہاں مبلغین کرام موجود ہیں وہاں اُن کو بھی چاہیئے کہ وہ جماعت کے تمام افراد پر ان کی مالی ذمہ داری واضح کرتے ہوئے سالانہ چندوں کی وصولی کے لئے کوشش کر کے ممنون فرماویں۔ اللہ تعالیٰ اپنے تمام دوستوں کو سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کی کما حقہ تعمیل کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

درخواستہائے دعا (۱) ہمارے چند بچے اور بچیاں مختلف امتحانات میں شامل ہو رہے ہیں۔ تمام احباب خاص کر بزرگان سلسلہ درویشان کرام سے ان کی نمایاں کامیابی کے لئے مؤدبانہ درخواست دعا ہے۔

خاکسار عبد الحمید ڈار سیکرٹری امور عامہ یاڑی پورہ کشمیر

۲۔ اس سال میرے لڑکے داؤد احمد پی۔ یو۔ سی اور کریم احمد میٹرک کا امتحان دے رہے ہیں۔ احباب جماعت اور درویش بھائیوں سے ان دونوں بچوں کی نمایاں کامیابی اور دینی و ترقیات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسارہ اختر بیگم سیکرٹری لجنہ بنگلور

جماعت کے مالی فرائض کی ادائیگی کے متعلق فکرمندی کی ضرورت

یہ بات کسی وضاحت کی محتاج نہیں۔ کہ جماعت کے ہر قسم کے تبلیغی۔ تربیتی اور انتظامی امور کی انجام دہی کے لئے مال کی ضرورت ہے۔ اور جماعتی آمد کا انحصار چندوں پر ہے اور یہ امور تب ہی احسن طریق سے جاری رکھے جا سکتے ہیں جبکہ چندوں کی ادائیگی منظور شدہ بجٹ کے مطابق باقاعدگی سے ہوتی رہے اور جماعت کا ہر فرد اپنے حصہ کا واجب چندہ ماہ بماہ ادا کرتا رہے۔ اکثر جماعتوں کے احباب اور عہدیداران مال سے مالی سال کے ابتدائی مہینوں میں سستی اور غفلت ہو جاتی ہے جس کے نتیجہ میں نہ صرف سلسلہ کے کاموں میں مشکلات درپیش ہوتی ہیں۔ اور جماعتی اور تعمیری امور میں روک پیدا ہوتی ہے۔ بلکہ ایسی جماعتوں کا ایک حصہ آخری مالی سال تک اپنا بجٹ پورا کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔

اگر مالی سال کے ابتداء سے ہی چندوں کی وصولی کی طرف پوری توجہ دی جائے تو بجٹ سو فیصدی سے بھی زیادہ وصول ہو سکتا ہے اور سلسلہ کے ضروری اخراجات کو جاری رکھنے میں مشکلات پیدا نہیں ہو سکتیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ موجودہ ایام میں غیر معمولی مہنگائی کے باعث زیادہ مشکلات ہیں۔ لیکن یہ بات بھی خیال ہے کہ جو قربانی تکلیف اُٹھا کر اور اپنے اوپر تنگی برداشت کر کے کی جائے وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرتے ہوئے زیادہ اجر کا باعث ہوتی ہے۔ اور جب انسان تکلیف اُٹھا کر اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اپنے بعض حصہ مال کو چھوڑتا ہے۔ تو اس کی مشکلات کو آسان کرنے کی ذمہ داری خود اللہ تعالیٰ لے لیتا ہے۔ اس سلسلہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ

"یہ درست ہے کہ قحط اور مہنگائی کے دن ہیں اور اخراجات بڑھ گئے ہیں لیکن یہ بھی تو ویسا ہی درست ہے کہ ایسے ایام میں مرکز کے اخراجات بھی بجٹ سے بڑھ جانے ضروری ہیں لیکن اگر بجٹ سے بھی آمد کم ہو جائے تو آپ خود سمجھ لیں کہ کام کرنے والوں کی تکلیف کس قدر بڑھ جائے گی۔ مخلص اور غیر مخلص میں یہی فرق ہوتا ہے۔ غیر مخلص قحط اور تنگی کے وقت گھبرا جاتا ہے اور نہیں جانتا کہ اُسے کیا کرنا چاہیئے اور مخلص یہ کہتا ہے کہ کچھ تنگی خدا نے بھیجی ہے کچھ میں اپنے اوپر اپنی خوشی سے وارد کر لیتا ہوں تاکہ خدا تعالیٰ کا غصہ ٹھنڈا ہو جائے اور میری تنگیوں کو دُور کر دے۔ پس مخلص بنیں اور قربانیوں میں اور بھی زیادہ بڑھیں اور مرکزی چندوں کو بجائے کم کرنے کے زیادہ کریں۔ تا کہ اللہ تعالیٰ کی برکتیں نازل ہوں اور سلسلہ کے کام نہ رُکیں"۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے مندرجہ بالا ارشاد کے مدنظر اور اپنے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے وعدہ کے مطابق اگر ہم جماعتی ضروریات کو اپنی انفرادی ضروریات پر مقدم رکھتے ہوئے اپنے لازمی چندہ جات کی ادائیگی میں باقاعدگی اختیار کریں۔ تو ہم سب اپنی حقیقی ابدی بھلائی اور نجات کا سامان پیدا کر سکتے ہیں

ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم میں سے ہر ایک سلسلہ کی ضروریات کا صحیح احساس کرتے ہوئے مالی فرائض کی ادائیگی کے متعلق فکرمند ہوں۔ اور ہم عملی طور پر اس بات کا ثبوت دیں۔ کہ درحقیقت ہم اپنے وعدہ کو پورا کرنے والے ہیں۔ موجودہ مالی سال کے ساڑھے دس ماہ گزر چکے ہیں۔ لیکن چندوں کی موجودہ رفتار تسلی بخش نہیں۔ لہٰذا ہمارا عہدیداران مال اور صدر صاحبان اور امراء کرام کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ اپنی اپنی جماعت کے چندوں کی پوزیشن کا جائزہ لے کر منظور شدہ بجٹ کی کمی اور بقایا کو جلد پورا کرنے کی فکر کریں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو زیادہ سے زیادہ خدمت سلسلہ کی توفیق عطا کر کے ان راہوں پر چلائے جو اس کے فضل اور اس کی رضا کی راہیں ہیں۔

خاکسار

ناظر بیت المال قادیان

ریلوے اسٹیشن قادیان کو بند کئے جانیکا اندیشہ

(بقیہ صفحہ اول)

دیگر انتظامات سے کہیں زیادہ مفید اور سہولت کا موجب ہے۔ اور اس طرح ریلوے کی آمدنی میں بھی خاطر خواہ اضافہ ہوگا۔ اگر بٹالہ سے قادیان تک ریلوے نظام کو ختم کر دیا گیا۔ تو یہ تھوڑی بہت انڈسٹری بھی تباہ ہو جائے گی اور آئندہ انڈسٹری میں ترقی کے امکانات بھی ختم ہو جائیں گے۔

(۳) ریلوے حکام نے اس ریلوے لائن پر آمدنی کی نسبت سے اخراجات کی زیادتی کا جو عذر پیش کیا ہے اس کی کمی کی ایک وجہ یہ بھی ہے

(الف) جب پہلے ریلوے حکام نے قادیان کا ریلوے اسٹیشن بند کئے جانے کے بارہ میں رپورٹ کی تھی اس وقت بٹالہ سے قادیان اور قادیان سے بٹالہ آنے جانے کے سلسلہ میں ریل اور بس کا کرایہ برابر تھا۔ چونکہ قادیان کا ریلوے اسٹیشن شہر سے ذرا فاصلہ پر ہے لہذا کسی مسافر کے لئے یہ ممکن نہ تھا کہ وہ تانگہ وغیرہ کے زائد اخراجات کر کے ریل کے ذریعہ سفر کرے۔ اس لئے مجبوراً مسافر ریل کو چھوڑ کر بس کے ذریعہ سفر اختیار کرتے تھے۔ اب جبکہ بسوں کا کرایہ زیادہ ہو گیا ہے لوگوں نے ریل کی سہولیات سے فائدہ اٹھانا شروع کر دیا ہے اس طرح ریلوے کی آمدنی میں اضافہ ہوگا۔

(ب) ان کے علاوہ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ قادیان سے جانے اور قادیان آنے والی ریل گاڑیوں کے اوقات ایسے غیر مناسب ہیں کہ قادیان سے آگے جانے کے لئے ان کا دوسری ریل گاڑیوں کے ساتھ مناسب میل نہیں ہوتا ہے۔ لہذا وہ مسافر جو ریل کے ذریعہ بٹالہ تک جانے کے بعد بس پر سفر کرنے پر مجبور ہے۔ وہ قادیان سے ہی بس کا سفر اختیار کرتا ہے جس کے نتیجہ میں ریل پر سفر کرنے والے مسافروں میں کمی ہو جاتی ہے اور نتیجۃً ریلوے کی آمدنی پر اثر پڑتا ہے۔ مثال کے طور پر عرض ہے

(۱) جو مسافر فرنٹیر میل کے ذریعہ صبح ۵۱-۳ بجے امرتسر پہنچتا ہے۔ وہ امرتسر پٹھانکوٹ ٹرین پر سوار ہو کر ۲۵-۹ بجے بٹالہ پہنچ جاتا ہے۔ اگر اس نے قادیان جانا ہے تو وہ بٹالہ سے قادیان جانے والی ٹرین کو حاصل نہیں کر سکتا کیونکہ یہ ٹرین صرف چند منٹ پہلے جا چکی ہوتی ہے اس لئے وہ مسافر مجبوراً بٹالہ سے قادیان تک کا سفر بس پر کرتا ہے۔ حالانکہ وہ ٹرین جو بٹالہ سے قادیان کے لئے ۲۵-۹ بجے چلتی ہے دس پندرہ منٹ اور انتظار کر کے امرتسر پٹھانکوٹ ٹرین کے ذریعہ قادیان آنے والی سواریاں بآسانی لے سکتی ہے۔

(۲) اسی طرح قادیان سے ۲۰-۱۱ بجے جو ٹرین امرتسر کے لئے روانہ ہوتی ہے اس کے مسافر دہلی جانے والی فلائنگ ایکسپریس کو حاصل نہیں کر سکتے۔ حالانکہ اگر اس ٹرین کے اوقات روانگی از قادیان میں مناسب تبدیلی ریلوے حکام کی طرف سے کر دی جائے۔ تو دہلی اور اس طرف کے دوسرے مقامات پر جانے والے تمام مسافر قادیان سے بذریعہ ریل سفر اختیار کرنے پر مجبور ہوں گے

(۳) قادیان سے ایک ٹرین ۲۰-۱۷ بجے چل کر ۱۸-۰۰ بجے شام بٹالہ پہنچ جاتی ہے اور وہاں کھڑی رہتی ہے۔ اس کے بعد آگے جانے کے لئے تقریباً ۱½ گھنٹہ تک کوئی دوسری ٹرین نہیں ملتی۔ لہذا آگے سفر کرنے والے مسافر اس پریشانی سے بچنے اور بٹالہ اسٹیشن سے بس کے اڈہ تک کے اخراجات بچانے کے .... [illegible] .... کے لئے قادیان سے بس کے ذریعہ سفر اختیار کرتے ہیں۔ اور اس طرح ریلوے کو نقصان ہوتا ہے۔

(۴) ۲۰-۱۱ بجے سے لے کر ۲۰-۱۷ تک قادیان سے بٹالہ یا امرتسر جانے کے لئے قادیان سے کوئی ٹرین نہیں۔

ان حالات میں قادیان سے چلنے اور قادیان آنے والی ریل گاڑیوں کے اوقات میں مناسب تبدیلی پر ہمدردانہ رنگ میں غور فرمایا جائے۔ تاکہ مسافروں کو ریل کے ذریعہ سفر کرنے کا شوق پیدا ہو۔

امید ہے کہ آنجناب ان معروضات پر ہمدردانہ رنگ میں غور و فیصلہ کر کے شکریہ کا موقعہ دیں گے۔

دستخط عبدالرحمان
ناظر امور عامہ جماعت احمدیہ
قادیان

دستخط کنندگان پس نوشت۔ اگر مہربانی فرما کر

۴۔ قادیان سے پٹھانکوٹ تک ریلوے لائن بڑھا دی جائے۔ تو بٹالہ اور قادیان اور مضافات سے جالندھر کی طرف جانے والے تمام مسافر اس راستہ سے سفر کریں گے۔ اور ریلوے کو کافی مالی فائدہ بھی ہوگا۔

دستخط ملک صلاح الدین ایم۔اے ممبر منڈل کانگرس ایگزیکٹو کمیٹی قادیان
دستخط سردار سورن سنگھ باجوہ پریذیڈنٹ میونسپل کمیٹی قادیان
دستخط ڈاکٹر جگناتھ بھنڈاری سینئر ڈ اسسٹنٹ سول سرجن قادیان
دستخط ایس ایس باجوہ ممبر ڈسٹرکٹ کوآپریشن کمیٹی گورداسپور مقیم قادیان۔
دستخط دیو راج جنرل سیکرٹری منڈل کانگریس سابق وائس پریذیڈنٹ میونسپل کمیٹی قادیان
دستخط
پریذیڈنٹ ہمٹہ ایسوسی ایشن قادیان
دستخط مکھن لال
پریذیڈنٹ آڑھتی ایسوسی ایشن
قادیان

عبدالرحمان
ناظر امور عامہ قادیان
۱۶/۳/۶۴

ربتی چھلا قادیان میں صدر انجمن احمدیہ کی دکانوں کی تعمیر

قادیان ۱۷ مارچ قادیان میں صدر انجمن احمدیہ کی ملکیتی جگہ موسومہ ربتی چھلا میں بجانب غرب فی الحال ۲۵ دکانوں کی تعمیر کا کام باقاعدہ طور پر شروع ہو چکا ہے۔ آج بعد نماز ظہر ساڑھے دس بجے محترم مولانا عبدالرحمان صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان نے صدر انجمن احمدیہ کے ممبران اور درویشان کرام کی بھاری تعداد کی حاضری میں ایک بہت مقام پر دعاؤں کے ساتھ سنگ بنیاد رکھا۔ آپ کے بعد سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دو اولو صحابہ محترم بھائی الٰہ دین صاحب و محترم بھائی شیر محمد صاحب نے بھی یکے بعد دیگرے دعا کرتے ہوئے بنیادی اینٹیں نصب کیں۔ علاوہ درویشان کرام کے ایک خاصی تعداد میں غیر مسلم حضرات بھی موجود تھے۔ اس موقعہ پر حضرت امیر صاحب مقامی نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"ہم اپنے مذہب کے لحاظ سے اس بات کے پابند ہیں کہ جب کوئی کام کریں تو اس کے لئے کوئی نہ کوئی نیت کریں۔ کیونکہ ہمارے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے انما الاعمال بالنیات کہ اچھے نتیجہ خیز اعمال وہی ہیں جن کے پیچھے اچھی نیت ہو۔ سو اس بنا پر آج ہم نے جس عمارت کا سنگ بنیاد رکھا ہے اس میں بھی ہماری نیت یہی ہے کہ اس کے ساتھ سب مخلوق کا بھلا ہو۔ آپ نے فرمایا مجھے یہ بات کہتے ہوئے خوشی محسوس ہوتی ہے کہ تقسیم ملک کے بعد اس سولہ سال کے عرصہ میں ہم نے جماعت کی طرف سے جو کام بھی کیا ہے خدا جانتا ہے اس میں ہماری نیت سبھی لوگوں کو فائدہ پہنچانے کی ہوتی ہے۔ اور اسی کے مطابق آج کی تعمیر کا یہ کام بھی ہے۔ آؤ ہم دعا کریں کہ ہم جو کہتے ہیں اس پر عمل بھی کریں۔ اس کے بعد آپ نے درویشان سمیت ایک لمبی اور پرسوز اجتماعی دعا کی۔ نظامت جائیداد کی طرف اس موقعہ پر حاضرین میں شیرینی بھی تقسیم کی گئی۔

درخواستہائے دعا

(۱) جماعت احمدیہ سونگھڑہ اڑیسہ بفضلہ تعالیٰ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ مبارک کی ایک پرانی مخلص جماعت ہے اس میں اس وقت خدا کے فضل سے تقریباً ایک درجن صحابہ کرام کی اولادیں ہیں۔ حضرت مولوی سید اکرام الدین محمد صاحب مرحوم جو ایک قدیم اور اولین صحابہ میں سے تھے کا پوتا عزیز سید رشید احمد سلمہ آئندہ ۱۷/۸/۹ اپریل کو بورڈ سیکنڈری ایجوکیشن اڑیسہ کا آخری امتحان انشاء اللہ دینے والا ہے۔ اس کے بعد مدرسہ احمدیہ قادیان میں داخلہ کا ارادہ رکھتا ہے احباب کرام و بزرگان سلسلہ و درویشان قادیان دردمندانہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ عزیز کو اپنے خاص فضل سے شاندار کامیابی عطا کر کے سلسلہ کا سچا خادم بنائے۔ آمین۔

۲۔ جماعت احمدیہ کرولی اڑیسہ کے سیکرٹری مال اور پریذیڈنٹ انجمن کے ایک رکن مکرم محمد صدیق صاحب کی اہلیہ ایک عرصہ سے بیمار ہیں احباب کرام ان کی جلد شفایابی کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنا خاص فضل نازل کرے اور ان کی پریشانیوں کو دور کرے۔ آمین۔

عاجز حمید حسام الدین احمد عفا اللہ عنہ کرولی اڑیسہ